

فہرست بہامی نایاب مطبوعہ مطبع النوار محمدی

نما کتاب قیمت نما کتاب قیمت نما کتاب قیمت

دیوان

۱۰ ارداغ

۱۲ آفتاب داغ

۸ فریاد داغ

۱۲ فیض دیوان فسون

شاد شوخ طبع

۱۲ دیوان حلال

شہ گاہ سخن

۱۲ دیوان حلال

۱۰ آئینہ ناظرین

دیوان کیف

معجز بیان تصوف

دیوان

دیوان مولانا غنیمت

دیوان داغ اور آفتاب داغ کا حق تصنیف ہے

نیر سخن یعنی منتخبہ

۲۰ ذوق غالب

۱۲ وظیفہ و تاسخ و تفسیر

۸ و آباد و رند و سودا

۱۲ دانش و میر تقی میر

مشنوبات ناول

۱۲ حسن کے پرو

فرگشتہ کا کچا چٹھا

۱۲ مرثیہ عبرت

۱۲ چستان ہستی

۳ رندی و پیری

۱۲ رسالہ آدمی گر

تواریخ احمد

۱۲ مصباح المجالس

فضائل احمد

۱۰ اثبات نبوت و قرآن

۱۲ بدلائل مسلمہ

بحر العلم ترجمہ اردو

۵ عین العلم کامل

۱۲ حج امام محمد

۲ شمار امام محمد

طحا و

۶ معانی الآثار

۱۲ مطالب السعول

۳ فی مناقب

۱۲ ال رسول

۱۲ المومن و شیعہ

۱۲ روضۃ الاحباب

۱۲ طبعی ہو کوئی صاحب چاہے

محرر تیغ بہادر

تایخ طبع از نتایج فکر جناب مولی محمد الغفور صاحب کلمه طبعی

| | |
|---------------------------------|-----------------------------------|
| نسخ مثل عقد ثریا شد است جمع | بار دیگر نتایج طبع و خیال داغ |
| می زبید از زرشک شود بلبل ام | داغ از لطافت سخن همیشه ال داغ |
| از آب خویش در عرق شرم عرق شد | در در صدف ز خجالت عقد لال داغ |
| پیوسته چای خویش کند گرم در جهان | مانند داغ عشق بد لهما مقال داغ |
| از هر سال فکر چو شد آسمان نورد | گفتا و بیر حریخ که - بدر کمال داغ |

تایخ آغاز طبع از فیروز شاه خاں صاحب فیروز شاگرد رشید لفظی طالع العالی

| | |
|--------------------------|-----------------------------|
| میرے استاد کا چھپا دیوان | شعر بین یا کھلا ہے یہ گلزار |
| کلمہ فیروز مصرعہ تاریخ | چھپ گیا آج دفتر اشعار |

دیگر اختتام طبع

| | |
|-----------------------------|---------------------------|
| چھپا وہ دوشاد دیوان استاد | بلندی پرین جسکے سب مضامین |
| جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز | تو کہد گلشن اشعار رنگین |

تایخ طبع از نتایج طبع جناب محمد امیر حسن صاحب شوق شاکر تسلیم

| | |
|-------------------------|-----------------------|
| مرتب کرد چون دیوان دو م | جناب داغ خوشید فصاحت |
| پئے تایخ طبع روشنم شوق | بگفتا - آفتاب حسن فکر |

| | |
|---|--|
| اُس شکل کا دنیا میں نہیں کوئی نظیر الہ دے حجاب بدگمانی تیسری | دیگر صورت ہی طبیعت کی طرح شوخ و بزم بہیجی ہے مجھ نصف بدن کی تصویر |
|---|--|

دیگر

| | |
|--|--|
| ہر عیب سے خالی ہے تمہاری تصویر کس شکل مصور سے یہ پوری کھینچتی | دنیا سے نرالی ہے تمہاری تصویر دل کھینچنے والی ہے تمہاری تصویر |
|--|--|

دیگر

| | |
|--|--|
| کیا خوب مصور نے اوٹاری تصویر جب ہاتھ لگا تا ہوں تو جی ڈرتا ہے | دیکھی نہ سنی ایسی تو پیاری تصویر کہ نہ ملے نہ کچھ منہ سے تمہاری تصویر |
|--|--|

دیگر

| | |
|---|--|
| دل لیکے کرتی ہے تمہاری تصویر خاموش جو بدبو جاتی ہے اوسکے آگے | یہ بات تو کرتی ہے تمہاری تصویر کیا دل غصے سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر |
|---|--|

دیگر

| | |
|--|--|
| مغرور ہے کہتے بھی جو بڑھکر تصویر چہیرون جو ذرا میں تو کہاں باج حجاب | رکھتی نہیں پاؤں کو زمین پر تصویر ہو جائیو ابھی جامے سے باہر تصویر |
|--|--|

دیگر

| | |
|--|---|
| گو لا کہہ کر سے آئے تمہاری تصویر نہایتی ہے سبب بھید تمہارا مجھ سے | میری تو ہے و مساز تمہاری تصویر لوں گئی غماز تمہاری تصویر |
|--|---|

دیگر

| | |
|--|--|
| گرمی میں جو آیار رمضان ابلی بار دو روزہ کا ہر روزہ ہی اس سو سہمین | ای داغ گنہاہ اپنے ہونکے فی التا روزہ بھی ہوا کد نہیں دو بار افطار |
|--|--|

اوس کیا خاک ہنشین بنتی
 وہ بنی ابتدا سے الفت میں
 آوئی سہلے شے بنجاستے
 سیری صورت بنی تو خاک بنی
 وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے
 کاش سنتا کوئی شور و فغان
 نہ چمکتی جو حسن کی لفت پر
 تو نے ایسے پکار ڈالے ہیں
 پارہ جیب سے مری ایک کاش
 نرم و نیا سے قابل حبت

بابت بگڑی ہوئی ہنشین بنتی
 وہ پہ جو وقت واپسین بنتی
 آسمان پر اگر زمین ہنستی
 قسمت ای صورت آفرین بنتی
 رات بھر زلف عنبرین بنتی
 دلکی جا چشم سر گین بنتی
 کیوں تری چاندنی حسین بنتی
 ایک کی ایک سے نہ بنتی
 دست حیات کی آستین بنتی
 خوب بنتی اگر تجھ سے نہ بنتی

طبع نازک کا لطف جب تھارے
 ناز غیبوں میں نازین ہنستی

ہے ہی بیابان تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
 بھر گئی کچھ تپتے بلکول تپتے آئی

فاتحہ پڑھنے بھی کوئی قبر پر آتا نہیں
مر گیا میں کیا کہ سب ملوث ہے مر گئے

واغ کے تو نام سے نفرت تھی اور سن میر کو
پر نہیں معلوم یہ حضرت وہاں کیوں لکے گئے

۱۱۶

۹

کہ اشارے ہوئی ہیں دشمن سے
ابھی آتا ہوں دشت امین سے
آج میں ہمزبان ہوں سوسن سے
نکلے سیاب میرے برفن سے
بچکے چلنا تم اپنے وامن سے
حال کننا پڑا ہے دشمن سے
کان پھوٹیں میں میری شبنم سے
اور تم اپنی چشم پر فن سے

یہ ٹپکتا ہے تیری چتون سے
آنکھ میں پھوٹیں جو کچھ بھی دیکھا ہو
چوس کر وہ لب سی آلود
ہوں وہ بقیاب کیا عجب پس گ
خاک میری اوڑائی ہے اُسے
مائے مجبوریاں محبت کی
آسمان کس طرح گئے فریاد
دل ناوان سے میں نہایت تنگ

ساعت وصل کے لیے ہم واع
بو جھتے رہتے ہیں برہمن سے

۱۱۷

۱۱

ہونگے حوران بستی کے پرستے انداز
 سرمہ اکاٹ کے اعزائمہ سالیبا جا
 رنگ محو کیلئے ہم صاف بتا دیں
 غیرے کی جو بُرائی تو ہلوائی تھہری

آپکی بات نئی لگات نئی گات نئی
 گرچہ بیکار سہی پرست یہ سوغات نئی
 یہ پزانی ہے یہ امی پیر خرابات نئی
 یہ ملی ہو عمل بد کی مسکافات نئی

واغ سا بھی کوئی شاعر ہر درایچ کہنا
 جسکے شعر میں کب نئی بات نئی

۹

۱۱۵

پند اعطائے سنتے کان اپر بہر گئے
 پستو مکر و می جو چھاپو گئے جنگل ہے
 دیکھ سکتا کیا ہر احوال وہ نازک راج
 تو ہی کیا معشوق جو ہم التجا تیری کرین
 منہ اندر سیر مجھ کو غافل دیکھ کر شوخی ہو
 حال میری چونک کر کیا کیا جلیے بلین قتب
 آدمی ایسا کہاں کوئی فرشتہ ہو تو ہو

کیا عباد کو بہین سپ فرشتے مر گئے
 چشم دریا با حبس تو جل تھل بہر گئے
 آئینہ میں آپنی شکل سے ہم ڈر گئے
 تو گیا تو ہم بھی تھپتہ ایدل مضطر گئے
 چپکے اٹھ کر چلے پہلو میں تکیہ ہو گئے
 جب کہا شوخی ہو او او کو دشمن گئے
 یہ شخصہ یہ نہیں معلوم تم کسپر گئے

اسے شعبہ گر تجھ کو نہ ہر وقت تم آتی
 گویا جان گئی عشق میں پیام تو پایا
 اس وحشتِ دل نے مجھے دیوانہ بنایا
 گدباغ میں وہ خانہ بر انداز نہ آتا
 قسمت سے ملا مرگ محبت کا
 اک عمر سے ہوں تجھ سے اک بچ قفس میں
 مڑا مگر اس حال سے وقت میں نہ مڑا

اک طرزِ دل آن زاری و بیدار نہ آتی
 کہنے میں بھی کیا محنت فریاد نہ آتی
 ورنہ کبھی تم تک کسی فریاد نہ آتی
 گھبراہٹی ہوئی نگہست برباد نہ آتی
 کیا سوت شمع ایدل نا شاد نہ آتی
 اب بھی مجھے دلدار یہ ضیاء نہ آتی
 آتی مگر اس طرح تری یاد نہ آتی

ہے فیضِ آبی میں کمی کوئی سے داغ
 کیوں جوشِ پیہ پیہ خداداد نہ آتی

روز معشوق نیاروز ملاقات نہی
 یہ تو ہی کی تصویر میں اکبات نہی
 یہ تو اضع ہوئی ہے مدارات نہی
 آپنے یہ تو کہی قبلہ

باخودہ دن کہ مسیحی پہنات نہی
 بات کرتی نہیں لیتے ہے حکم میں
 دل طلب کرتے ہو وہاں بلا کر بھگو
 عشق بھی کفر ہو احضرتِ عظمیٰ خاں

یہ بیہوشیان دل غ یہ خوابِ غفلت

خبر بھی ہے جو کچھ زمان ہو رہا ہے

جان کچھ پیچھے پڑ سہاگین چاہئے پاؤں

جہوم کر آنا وہ تیرا سہے ستوالے سے

پھوٹے منہ بھی کچھ نہ بولے پاؤں کو

سامری کو بھی تو دس خاں میں یہ کاکر

تم کوئی سانپ نہیں ڈل سکتے تھوڑے سے

میری قاتل کے کیوں چار پر لے کر

انکو چوڑوں کے سطح یہ پر گئے پائے

آج گھبرا کر وہ بولے جب سے ناگرم

محفل دشمن سے میری شہزادی کے لیے

خارجہ سرائی جنوں تیر کی کیا کیا زبان

گیسٹوں پر ہاتھ رکھ کر ناز سے کہتے ہر

خضر صبح تمہاری کیا پیری کی ہے

جائیداد یہ قیدیوں کے لیے چار نظروں

عشق و حشمت کی کرپا کون الیسی پریش

وہ عیادت کو نہ آؤ غم تو کچھ غم نہیں

اور دنیا میں بہت ہیں پوچھنے والے

وہ چوٹ نہیں کہانی تھی جو یاد نہ آتی

بچکی بھی نہ بخبر بیدار نہ آتی

کس جہ سے لب پر مر و فریاد نہ آتی

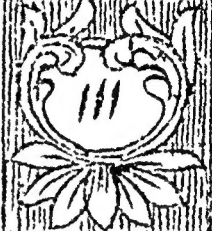
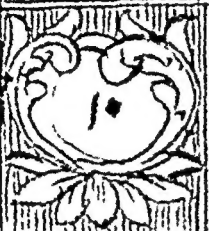
جنت میں جو حور و کموری یاد نہ آتی

تمہیں میری سیسی بچھتیں میری تمنا ہو
نقابہ و غرور و شناسائی پر زور کا جاو

تمہیں چاہتی ہوں تمہیں دیرم کھتا ہوں
جو چہن چہن کر کھتا ہوں تو یہ کیا کم کھتا

الہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گہر سے

نہ بے شیون نکھتا ہے نہ بے نام نکھتا



زمانہ بہت بیدگان ہو رہا ہے
سب ترلی صدائیں ہیں اوشن غلی سہی
بہت حسرت آتی ہے جگہ و سکہ
تری ظلم نہ بیان الہی کون جانے
ان آنکھوں نے اس دکا کیا بھجیلا
سنگون کیا خیر چرخِ حشر کی چھا
وہ حال طبعیت جو برسوں جہیا یا
کوئی اڑ سکے آیا کوئی چپکے آیا
کہیں دو گھڑی آپ بٹنم میں سو

کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے
اکہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے
کسی پر کوئی تہربان ہو رہا ہے
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے
کہ مضطرب راز دان ہو رہا ہے
جہان ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے
پشیمان ترابا پسبان ہو رہا ہے
رخ پر عرق و ریشان ہو رہا ہے

یہ ہے کیا بات سنتے ہیں وہ کثر
تم اپنی رگدڑ سے بچتے رہنا
تمہاری چشمِ قمان نے بھی شاگرد
قریب آیا ہے چپکریے در پر
خوشی کیا زندگی کی جب حضرت تک

ہمارا حال دشمن کی زبان سے
اوتھے گافتنہ محشر بیان سے
بنا ڈالے ہزاروں آسمان سے
گمراہ کچھاپوا ہے پاسبان سے
مرے جاتے ہیں عمر جاودان سے

جہان آباد ہر منزل ہے احوال

قدم باہر نکالا جب مکان سے

4

110

ہماری دم نکلنے میں بھی کالم نکلتا ہے
کئی کیا پڑ گئی ہے چاہنے والوں کی اختیار
گم کیسا کہا کاسخ کسکا جان بے پنا
نہ جیسا آج تک دیکھا نہ جیسا حشر تک
کوئی کیا چل سکیگا اس خاتمِ ماز سے
گرا زخم سے میری ہڈیاں گھلتی ہیں گھل جائے

کہ وہ مشاق عین دیکھیں تو کیوں نہ دم نکلتا ہے
کہ اب تلوار کم کھینچتی ہو خنجر کم نکلتا ہے
جب اسے پیار سے پوچھا تمہارا دم نکلتا ہے
ان انگھوٹوں سے بہت بھلائی عالم نکلتا ہے
قیامت کا تمہاری ہو کر دین دم نکلتا ہے
تساراں تو اسے دیدہ پر دم نکلتا ہے

گرم سے ہوتے اور جھمکراستان سے
 عدد کی التجا کرنی پڑی ہے
 مرے تنکوں میں ہے کیا فاختہ
 نتیجہ اونکی باتوں کا یہ نکلا
 لگا رہتا ہے کھٹکا دونوں جانب
 وہ مجھ کو دیکھ کر بوسے اٹھی
 نکیسے دوست دشمن کو نکیسے
 تمہارے ورپہم کیونکر نہ آتے
 شکایت راہ الفت کی سننے کو
 ڈر گیا شور و شہر سے وہ کیا خاک
 وہ خط لکھیں مجھے جہو ہا ہی تھا
 شب غم ہر بلا کا منتظر ہوں
 زہی جاوہ ہوا اوسکا وہی حال

چلے آتے ہو گھبرائے کہاں سے
 مرادین ناگتا ہوں آسمان سے
 الگ گرتی ہے بجلی آشیان سے
 کہ اپنی مدح تھی اپنی زبان سے
 مزاج دوستی کا بدگمان سے
 بچانا اس بلائے ناگھان سے
 پر اسے اپنے ہوتے ہیں زبان سے
 کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے
 الگ چلتا ہوں چکر کاروان سے
 تسلی جبکہ ہو میری فغان سے
 خدا جانے اوٹھالایا کہاں سے
 نگاہیں لڑ رہی ہیں آسمان سے
 جیسے جو کہدیا تو نے زبان سے

وہ دن سے اپنی گھر گئے آئی شریفان
ملکر تمام مجید کہنو گار قریب سے
ورنہ اسید کا اور وہ کلی کا کو نہ نا
تدبیر سے تو موت نہ آئی شریفان
وہ دن گئے کہ زہر بھی آجیات تھا

لکھنا لگا ہوا تھا اسی راستہ کا مجھے
اتنا ہے خوب توڑ تری گھات کا مجھے
موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے
ہر انتظار مرگ مناجات کا مجھے
ہوا تو زہر پاں ترے ہات کا مجھے

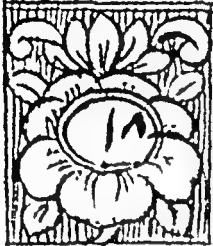
آخر دمان قریب نے نقشہ چالیا
اسی داغ خوف تھا اسی بذا آگ کا

زبان پر نیکی جو دل میں ہوگی
نہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی
ہوا کچھ اور اس منزل میں ہوگی
تو پھر لیے کہاں محل میں ہوگی
ہماری جان اس شکل میں ہوگی
جو نقدی کیسہ سائل میں ہوگی

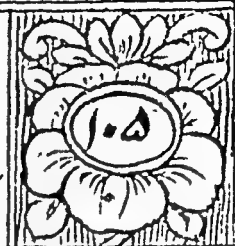
مری اونکی بہری محفل میں ہوگی
نہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
یہی فاصد پتا ہو اس کے گھر کا
جو تیرا جذب دل کامل ہوگی
مکرتے دل لگی کیا جانتے تھے
سوال وصل پر وہ چھپن لینے

آرزو کی آرزو ہونے لگی
پھر ہماری جستجو ہونے لگی

ناسیدی بڑھ گئی سستہ اس قدر
اب کی ملکر دیکھیے کیا رنگس ہو



واع اترائے ہوئے پھرتے ہیں آج
شاید انکی آبرو ہونے لگی *



کہتے کہتے مجھے بُرا کیسے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کیسے
جب وہ پوچھے مزاج کیا کہنے
ایک کے بعد دوسرا کیسے
یہ نہ کہے کہ مدعا کیسے
مانتا ہی تھا کیا کیسے
اسکو ہرگز نہ بر ملا کیسے
کہنے والوں کو خیر کیا کیسے
حال دل سب سے جا بجا کیسے

ناروا کیسے ناسزا کیسے
تجھ کو بد عہد و بیوفا کیسے
درد و لکانہ کیسے یا کیسے
پھر نہ رکھے جو بدعا کیسے
آپ اب میرا منہ نہ کھلاؤ کہیں
وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں
دل میں رکھنے کی بات ہر عشق
تجھ کو اچھا کہا ہے کس کس نے
وہ بھی سن لینگے یہ کبھی نہ کبھی

آفت روزگار جب تم ہو
اپنی تسبیح رہنے دے زاہد
ہجرین زہر رکھا کے جان
آنکھ ہے ترک زلف ہو صیاد
غیر نے تم سے بیوفائی کی
وعدہ کرتے نہیں یہ کہتے ہیں

شکوہ روزگار کون کرے
دانہ دانہ شمار کون کرے
سوت کا انتظار کون کرے
دیکھیں دل کا شکار کون کرے
یہ چاہن خستیاں کون کرے
تجکوا میسر دار کون کرے

واعظ کی شکل دیکھ کر بے

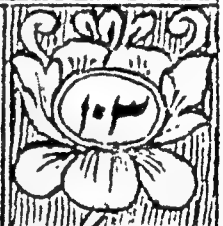
ایسی صورت کو پیار کون کرے

آپسے تم مجھ سے تو ہونے لگی
لطف کیا جب دو بدو ہونے لگی
اون کی شہرت کو بکو ہونے لگی
ہر سیکے رو برو ہونے لگی
کیون ہمارے رو برو ہونے لگی

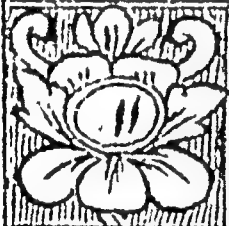
راج کی جب گفتگو ہونے لگی
چاہیے پیغامبر دو نون طرف
سیری سوائی کی نوبت آگئی
ہے تری تصویر کتنی بیحجاب
غیر کی ہوتی بہلا اسے شام صبل

کفن سے نہ مزاجت لکرو کیونکہ تو وہ بوسے
 کہو تو ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو آئندہ دیکھو
 ترا دل سنگدلان گیسے توجب تکوین
 ہر مغل میں غیر و تن شادیوں کے
 وہ تو دین سالی در پیر سکین بنی تھی
 جسے وہ کہتے ہی دوسرے منہ پھیر لیتے ہیں
 غضب میں جان نہ سوز کر شکو بچو جان

ہماری چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے
 بنا دیتی ہر دم پرچی صورت ایسی ہوتی ہے
 کہ اس کی شان ایسی اس کی قدرت ایسی ہوتی ہے
 مروت آنکھ کی ای میر و شایسی ہوتی ہے
 کبھی چین یہ کافر طبیعت ایسی ہوتی ہے
 جو ہوتی ہو تو صاحب سلاست ایسی ہوتی ہے
 کبھی بھار دن و نکی غنایت ایسی ہوتی ہے



ذرا سی بات پر دماغ غم اونے بگڑ بیٹھے
 اسی کا نام الفت ہے محبت ایسی ہوتی ہے



آپ کا اعتبار کون کرے
 ذکر مر و وفا تو ہم کرتے
 جو ہوا اس چشم مست سے بخود
 تم تو ہو جان اک زمانے کی

روز کا انتظار کون کرے
 پر متین شہر مسار کون کرے
 پہراو سے ہوشیار کون کرے
 جان تمپر نثار کون کرے

نما کر تاج بون تو مری آواز
 نہ ملا بعد مرگ بھی آرام
 وہ دم ترخص گروشین او کی
 نہ ملے گا وہ جتھو سے کہیں
 او کے آگے زبان شکل سے

گو بختی او کے نگہ بین پھرتی ہے
 نہ دے اوں گہ زمین پھرتی ہے
 ایک پھیر کی نظر میں پھرتی ہے
 خلق کس در دسرتن پھرتی ہے
 دہن نامہ برین پھرتی ہے

آد آد ہے آج کسی داع

یہ سفیدی جو گھر میں پھرتی ہے

تیرے پیر میں نہیں غیرو کی تابست ایسی تھی
 جب آنکھوں کا تاج پہن چکے تھے پہن کر
 کیا نظارہ نرم غیہ میں ادھر طاحت کا
 نہ نکلے عالم بالا ملک یسا چاند سپرہ
 ابھی تو کھیل سچے ہو مگر اک دن کھاؤ گے
 ہمارے کل تیرے غم میں پھانی نہیں جاتی

خدا کی شان پر ہونے کی حالت ایسی تھی ہے
 تری تصویر بھی کہتی ہو تو ایسی تھی ہے
 یہ کیا معام تھا اور جن میں جنبت ایسی تھی
 انہیں کا فر تو نہیں ایک صورت ایسی تھی
 قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی تھی
 اگر جاتی ہو صورت بھی مصیبت ایسی تھی

اوجھتے ہیں جو عالم میں وہ مٹ جائیں فتنے

کیوں دختر ز کوثر ہر شیخ سے پرہیز

کیا دیکھ لیا عہد سکندر میں اٹھے

شرائے قسم کھا کے ابھی عہد کیا تھا

کہتے ہیں مجھے دیکھ کے سب اہل محبت

غم ستے ہیں پر لب شکایت نہیں آتی

ہم چاہ کے چپٹائی میں اور دن و دین کو

وہ جو رجوع فکر کے وفا کر نہیں سکتے

تعریف ستم سے بھی انہیں وہم بند نہیں

کافر تری آنکھوں کی شرارت نہیں جاتی

کہنے کو بھی یہ صاحبِ حُرم نہیں جاتی

آئینے کے منہ سے کبھی حیرت نہیں جاتی

پھر ظلم کیا آپ کی عادت نہیں جاتی

اسطرح تو قابو سے طبیعت نہیں جاتی

دکھ بہرین پر تیری محبت نہیں جاتی

آنکھوں سے کسی قوت و صورت نہیں جاتی

اس سے اس سے اس سے طبیعت نہیں جاتی

کیوں شک کیا اس کی شکایت نہیں جاتی

اور اس سلامت رہیں مہمان ہماری

جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہیں جاتی

اک چھری ہی جگر میں پھرتی ہے

یہ تلاشِ اشریں پھرتی ہے

اوسکی چتون نظر میں پھرتی ہے

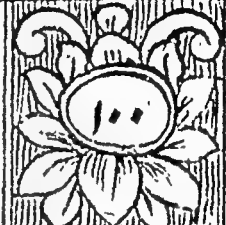
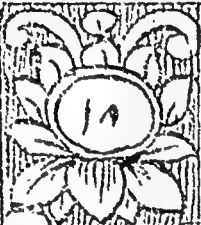
اے ہر دم سفر میں پھرتی ہے

بجائیں ہیں جو خاکین فتنہ ہوتا
جائی ہو مریجان یہ میں کہ نہیں سکتا
سو جانی میں اوٹھ اوٹھ کے جسکے سے صل

وہ سے تو ہمارے بھی کہ دور نہیں جاتی
جستگ اسو تم دو تہ اجازت نہیں جاتی
اون خیز بہری آنکھوں کی غفلت نہیں جاتی

ایرواع برامان نہ تو او سکے کہے کا

معشوق کی گالی سے تو غریب نہیں جاتی



جانی سے تو مہمان کی غت نہیں جاتی
بیٹھے ہیں عجیبان سے ہر دم عدوین
وہ کانکھوں کی ٹھوکرین کجائیتی گواہی
رونیسے بھی متا ہو کہیں شوقی نظارہ
دم بہر مرقابو میں طبیعت نہیں آتی
ہر وصل کے بعد اوٹھو لگان اور سیکھا
وہ آکے مری قبر یہ لکھ گئے مصرع
فراد کو مرقہ سے یہ آتی میں صدائیں

تو جانی ہو یا سے شہ قہ نہیں جاتی
ڈرتی ہے ہر وساتھ قیامت نہیں جاتی
ہمراہ مرے حشر میں تربت نہیں جاتی
آنکھوں میں بھی گدیں تو بھی تو حشر نہیں جاتی
اے کسید قوت یہ حالت نہیں جاتی
لو اس صفا کی میں کہ ورت نہیں جاتی
کافر تجھ دنیا کی محبت نہیں جاتی
برا دوستی شخص کی محنت نہیں جاتی

پہلے اوروں کے کچھ نہ ہوش آیا

دل کی اب روک تھام ہوتی ہے

۱۵

۹۹

سو شوکت بن تو بھی رنگت نہیں جاتی

آتی ہو تو آنر یہ قیامت نہیں جاتی

دنیا سے کوئی روح سلامت نہیں جاتی

دل جا باہر سے تری الفت نہیں جاتی

محبوب سے نہیں سبکی محبت نہیں جاتی

جب شرم گئی جیل کی محبت نہیں جاتی

تو جاتی ہو دسے مری ستر نہیں جاتی

کچھ اس سے تو دنیا کی عظمت نہیں جاتی

گھر غیر کے میری شہرت نہیں جاتی

کہہ سکتے ہیں دیکھ کی الفت نہیں جاتی

وہ چار قدم اٹھکے قیامت نہیں جاتی

شبم سے شب ہجر کی ظلمت نہیں جاتی

اکی ہوئی عاشق کی طبیعت نہیں جاتی

لکھائی ہو پس گ تر سے ہجر کے خنجر

سہرا ہر سے تر استوائ نہیں جاتا

اللہ سے محشر پہن بگا ترے آگے

اول تو نہیں شرم رہی نہ سہ بولے

اگر عمر ال اسکو بھی ہمراہ لے جا

زاد یہ اگر سب سے ہو سب سے تو کیا ہو

ہر چند بلا ہو گر زمین بھی وفا ہے

ایٹنے ہی بے پنیے لگا آپ کے آگے

فتنہ بھی ہی پال تری اہ گزین

یہ بھی طرز حرام ہوتی ہے
 خو برو وہ ہے جسکی خواہجھی
 توڑتا ہے اوسیکو وہ گلچین
 ولہی دل میں ترے رقیبوں سے
 صبح ہونے تو دو چلے جانا
 کیا خوشی ہے کہ میرے پھولوں میں
 حرفِ مطلب کہا نہیں جاتا
 نہیں کھینچتی تھی سے پیر شمشید
 یہ سنا ہے کہ برہن سے بھی
 دم آخر تو کچھ مری سن لو
 تیرا وعدہ ہم کس قیامت کا
 ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانیں
 غیر چٹنی برائی کرتے ہیں

ساری دنیا تمام ہوتی ہے
 شمع صورت حرام ہوتی ہے
 جو کلی دلی حشام ہوتی ہے
 گفتگو لا کلام ہوتی ہے
 شب کی نیت حرام ہوتی ہے
 دعوت داخل عام ہوتی ہے
 بات اولے مدام ہوتی ہے
 تجھ سے کب ہم کلام ہوتی ہے
 شیخ کی رام رام ہوتی ہے
 آج حجت تمام ہوتی ہے
 رات دن صبح و شام ہوتی ہے
 صبح کے بعد شام ہوتی ہے
 وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

خوب جی بہر کُسن اچلے تو قصہ داغ کا
بچہ کما دل تمام کرا فسانہ اہسا جاگے

غیر کا ند کور آیا تھا کہ تر بہر ہو گئے
پہر نہ وہ مائے مایے جس بات سے ہو گئے
سب سے پچھلے عرصہ عیش شیریں حاضر ہو گئے
صبح کے ہوتی ہی خجست سب فر ہو گئے
مختسب سے جا ملے زندون میں ہو گئے
وہ کہے دیتی ہر جیتوں تم خفا پہر ہو گئے
رفتہ رفتہ جان بخش سب اقبال آخر ہو گئے
مینے کی تعریف وہ وٹے مروں ہو گئے

آج اونکے مجید اصغر سے خطا ہو گئے
دیکھتے ہی شکل از دل سے ماہر ہو گئے
چال از مکی و مکی ناگو ایڑی منظر ہو گئے
وصل کی شب سے سرور دین کیا ہو گئے
حضرت صبح فرمائیے اچھی چال کی
کیون قسم کھاتی ہو بکھو نہیں تامل
ہم نے تو بچتے نہ کیے چاہنے والے تر
شکوہ کرنا تو خدا جاوہ کیا کرتے

داغ تم آئی تھے نرم عیش میں سنائی
کیا ہوا کسو اسٹے افسرہ خاطر ہو گئے

جگو تو بہر جسم ہوتی ہے

جب مے لالہ فام ہوتی ہے

بیوفانی تم کرو نا آشنائی تم کرو
 چشم پر خون بھیجے ہیں ہم جو وہ یادہ
 دیکھ کر چاہت مری کہتے ہیں سب نظر
 بھیس کے حضرت زاید پین چوری
 دست شرکان کروں گنگی متھاری لٹکا
 یہ اگر غموں کے ہول بیزدہ مالوں گرم
 چاہئے والوں کم ہونی نہیں چاہی
 گونج اوٹھے گمبید گردوں ہل چاہیں
 نامہ اعمال مجھے چھینکر محشر میں دہ
 پھر یہ ہر صبر الفت میں جفا پر ہونا
 ہجرت سے اوس شمر و کے دل چلاؤ نہیں
 طور پر ہم بھی گئے تھے کچھ نظر آنا اگر
 بہانہ دیکھا دین کا نقص ہم

تم کو ایسا چاہیے حاشائے ایسا چاہیے
 اور کیسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے
 گلگو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے
 شہر میں پوشیدہ اک منجانبہ ایسا چاہیے
 ایسے سو غنیمت میں شیانہ ایسا چاہیے
 عیش خانہ ہو نامہ خانہ ایسا چاہیے
 چاہیے تو چاہیے یہ کیانہ ایسا چاہیے
 میکشون خانہ نامہ مستانہ ایسا چاہیے
 کہتے ہیں اپنی لیے افسانہ ایسا چاہیے
 تنگ کو تو اسے ہمت مرانہ ایسا چاہیے
 جواندھیر میں جلے پروانہ ایسا چاہیے
 تو یہ کہتے جلوہ جلانہ ایسا چاہیے
 ہنگو اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ایسا چاہیے

ماہر او سکی فکر او سکی بقیاری او سکی
 نہ طرب شمع کا عالم کہوں کیا او کھڑے
 میمانوں کو بلاتی ہیں خوشی کی سڑے
 غیر اچھپائیں بڑا یونہی سہی لہجہ ہے

خلق کے جب اسے اعمال و اسوں کے
 جب کسی کا فر کے بند قبا ہو نو لگے
 تم تو آتی ہی گبر بیٹھے خفا ہو نو لگے
 رفتہ رفتہ یہ نہوجت سوا ہو نو لگے

واعین پر چاہی نو کا باتون باتون میں
 شرط یہ ہے میرا نو کا سامنا ہونے لگے

۲۱

۹۵

ایکے دل کہتے ہو کیوں دین سے جلنے کو
 باغ عالم میں ہیں رتبہ بھولنے چلنے کو
 اونچین صفت بھی ملی گھر گر خانہ کو لیے
 میرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم
 اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بجواوین
 چھپر کر نہ کہہ غیر کہیں کیا کہتے
 شوخی شرم و ادائیں تری چھیراں

ملگیا خوب بہانا یہ چلنے کے لیے
 وزہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے
 دو بچہ چاہیے پوشاک بدلنے کے لیے
 یہ بلائیں نہیں آئیں کبھی ٹٹنے کے لیے
 مشغول چاہیے کوئی تو جلنے کے لیے
 جو فر سے ہنستری آنکھ بدلو کے لیے
 ایک چلنے کے لیے ایک چلنے کے لیے

کچھ دھڑکے سر گرم سخن نام خدا ہو گئے
 وہ نگہ زاہد کی دل سے آشنا ہو گئے
 غیر کے مذکور پر میرا بکڑنا تھا بجا
 میں ہی جو کاغذی ظاہر کر دیا انداز عشق
 جب شب وقت اوٹھاؤ بیٹے کچھ دعا
 سخت گردش نا امید می ہمسفر منزل بعد
 سلب کے یا اٹھی آسمان کا احتیاء
 شکوہ نا آشنائی نے بڑھایا اور شک
 المند و امی ہنشینو ابتدائی عشق سے
 شکوہ آزر دگی سنکر کہا تو یہ کہا
 اب گلے موقوف بس رحم آگیا پیار گیا
 وہ قیامت کی گھڑی موت کا ہی سامنا
 پروی پر یکن ہو بہر تیرے اوس چھوڑ چھا

اب چاہتی تو مطلب بھی اہوئے گئے
 سیر توجہ ہر کہ دونی میں فرما ہو گئے
 ٹھہر و ٹھہر و سنبھلو سنبھلو کیا کیا ہو گئے
 اوس شس سہی سیکر دن دن پر خدا ہو گئے
 ورواوتھکے ہاتھ شانہ سے جدا ہو گئے
 عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہو گئے
 جب کسی معشوق سے عہد وفا ہو گئے
 میری ضد سے وہ تو سب آشنا ہو گئے
 اب سنبھالو ہم گرفتار بلا ہو گئے
 کیا عرض کیا وسط ہم کیوں خفا ہو گئے
 تھوڑی تھوڑی دلیں تم امی لقا ہو گئے
 جب ہی معشوق سے ملکہ جدا ہو گئے
 کیا فرار بجائے جسم بر بلا ہو گئے

غیر کا شکوہ بھی ہوتا تو کون لطف کو سمجھتا
وہ بھی نیا دین کیلئے منا لئے
باغ فردوس میں چروں کی بھی لٹ لٹا
پانوں سے میری سیان کہاں چھپتا
خیر جاتا تھا وہاں میں یہ کہہ کر و
د فرود سے ممکن ہے کہ وہاں بجا
ہجر کے نکلی صیبت تو گزر جائیگی
روحہ کریم سے اٹھاؤ نہ رو کا شکو
بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم انکسیری
بزم سے انکسیر چکر جو چلا میں تو کہا
آرزو وصل کی ہوتی ہی سو ابصال

اوسے تعریف کا عنوان کہا جاتا ہے
آدھ میں ترے قربان کہاں جاتا ہے
جو ہے تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے
ہاتھ سے میری گریبان کہاں جاتا ہے
تجسس کے چھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہے
اوسکے دراز سے دربان کہاں جاتا ہے
وصل کی رات کا احسان کہاں جاتا ہے
کہا اوسنے کہاں کہاں جاتا ہے
کیا کہوں میں کہ مر و حیاں کہاں جاتا ہے
ٹھہرا چور بد و سان کہاں جاتا ہے
جان جاتی ہی یہ ارباب کہاں جاتا ہے

واعظ نے تو بڑی دھوم سے کئی تلیری

آج یہ عید کا سامان کہاں جاتا ہے

آپ بچتباہن نہیں جو رسے تو بہ ناکرین

آپ گھبراہن نہیں دماغ کا حال اچھا ہے

ہم بیٹھیہ بیٹھیہ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

پوچھے تو کوئی آپسے کیا آئے کیا چلے

غافل اوہرا و دھڑک بھی زور دیکھتا چلے

آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے

او سپر دوا چلے نہ کیسکی دعا چلے

خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے

بگڑی جو سچ کہے سے وہاں جھوٹ کیا چلے

اس عمر بیوقاہ مر ازور کیا چلے

یوں چلیہ راہ شوق میں جیسی ہوا چلے

بیٹھے او داس اوتھے پریشان خفا چلے

آئینگی ٹوٹ ٹوٹ کو قاصد پرستین

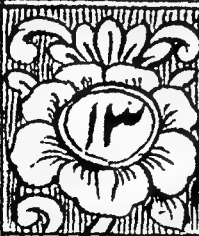
ہم ساتھ ہو لیے تو کہا او سنے غیر سے

بالین سے میری آج وہ یہ کیسے اٹھ گئے

موسیٰ کی طرح راہ میں پوچھی نہ راز در

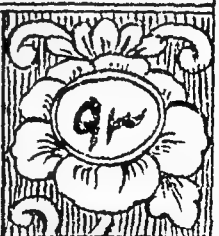
افسانہ رقیب بھی لوبے اثر ہوا

رکھا دل و دماغ کو تو روک نہاں کر



بیٹھا ہوا اعتکان میں کیا غ روزہ

ایکاش مسکدہ کو یہ مرد خدا چلے



تیرا اللہ نگھبان کمان جاتا ہے

دماغ اوس بزم میں کہاں جاتا ہے

کیا وہ غارت گرینِ حشر سے اور تجا
روز بد سے نہیں تا عمر محبت میں بجا
اپنی تعریف سو چرچتے ہو اگر جانید
لوگ کہتے ہیں بہلائی کا زمانہ نہ رہا
رقم شوق کی تاثیر سے اور ناہتر
ایسے بیمار کی فتنوس و اسو کی نہ کر
دیکھئے والو کی حالت نہیں کچھ جاتی
یا دکھا دو مجھے تم پاؤں کا ناخن پنا
تم نہیں اوسے دل کے طالب گارہت
دل میں تو خوش میں تپیل کو مری کہتو
باغ عالم میں کوئی خاک پھیلے پھوگا
عوضہ شرمین سب ہو گئے خواہان اس کے
ہم سے پوچھو کوئی دنیا میں ہے کیا شے چھی

ہر مسلمان کا سنتے ہیں کمال اچھا ہے
سو ت جس سال میں آؤ وی سال اچھا ہے
چشم بد و رہا رہی جمال اچھا ہے
یہ بھی کہہ دین کہ برائی کا مال اچھا ہے
طاثر نامہ رسا ہے پرو بال اچھا ہے
ابھی دم بہرین برابر ہے ابھی حال اچھا ہے
جو نہیکو وہی مشتاق جمال اچھا ہے
یاد کہد و مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے
سو خریدار میں ہو جو جمال اچھا ہے
آپ نیکے نہیں آپکا حال اچھا ہے
برق گرتی ہو اوی پر جو نہال اچھا ہے
لوگ کہتے ہیں اشار دینے سے مال اچھا ہے
سچ اچھا ہی غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

گر یہ شبستہ جو تاثیر کی امید بندھی
آپ کی حسین ہومری مصیبت بہتر
جو نگاہوں میں داہودہ جواب دہی

ہنس کے تقدیر لیکاری خیال اچھا ہے
آپ کی حسین خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے
جو اشاروں میں ہو پورا وہ مال اچھا ہے

واع تم اور پر سو شعر ابھی چپ نہ ہو

کہ یہاں مجمع ارباب کمال اچھا ہے

غیر کے نام سے پیغام وصال اچھا ہے
کبھی کتابوں محبت کا مال اچھا ہے
یہ بھی کہتے ہو کہ بچپن کیا کسے تجھے
دل تو ہم دینگے مگر پیشتر اتنا کدو
یہ تو بہتر ہے کہ دنیا میں ہو عقبہ خیال
یہی دولت کا مزا ہے کہ اوڑھیں گلہ
صلح دشمن سے بھی کر لینے ترخی طر
اُن کان میں ابھی رکھ آئی ہیں ہم اپنا دل

چھپر کا حسین مزا ہو وہ سوال اچھا ہے
کبھی کتابوں جواب ہی یہی حال اچھا ہے
یہ بھی کہتے ہو مر حسن و جمال اچھا ہے
ہجر اچھا ہے تمہارا کہ وصال اچھا ہے
کچھ تو عقبہ میں بھی دنیا کا مال اچھا ہے
ہاتھ آتے ہی جو اڑ جائی وہ مال اچھا ہے
جس طرح سے ہو غرض رفیع ملال اچھا ہے
دور سے سب کو بتاتے ہیں وہ مال اچھا ہے

رو سیاہی خط عارض کی مٹی پیرین
 ٹکڑی واو حشر نہ توجہ سے سننے
 مولے لیتے ہیں جو بیخ شہل میں ہم
 تنگ بہت ہی اگر دولت کو نہیں ہے
 چھان لی ہمیں جہان گذر انکی گزری
 عوض نقل و گزر سکھو چاہتا ہوں
 وہ عیادت کو مری آتے ہیں کو اونور
 طائر قبلہ نما کو ہے حیات جاوید
 آنکھ صیاد کی لاکھونین ٹپکی سپر
 مرض عشق کی صحت کو اٹھائی الزام
 آگئی غیر کے مطالب میں کہاں سے خوبی
 اور تو کیا تری تصویر بھی تمہارے
 بد دعا لگ گئی کیا تیرے میض غم کی

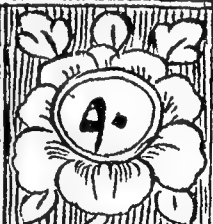
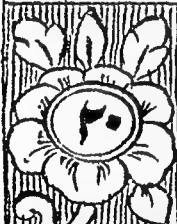
کیا تمیاست ہو کہ کافر کا مال چھاپے
 غیر کے نامہ اعمال میں حال چھاپے
 کثرت عیش میں ٹھوڑا سا مال چھاپے
 جو نہ پورا ہو کسی سے وہ سوال چھاپے
 ساری بازار میں اکتے ہی تو مال چھاپے
 سوندھا سوندھا یہ مراجعہ سفال چھاپے
 اچھی خوبیے تقدیر سے حال چھاپے
 زندگانی کا مزہ بے پروا بال چھاپے
 آشیان حبیبہ مرا ہو وہ نہال چھاپے
 ہم مرے جاتے ہیں جس روز حال چھاپے
 وہ مری دلین ہی جو حرف سوال چھاپے
 واقعی مجھ سے ترا حسن و جمال چھاپے
 چارہ گر مرے میں مجاہد کا حال چھاپے

رنج بھی ک طرح کا ہو تو رہی کچھ دل لگی
 کیا مہر ایڑاؤ کو اپنی شوخیے تقیر کا
 ہم بد بجا بنیکے کیا قسمت بد بجا بنیکے کیا
 تیری جلو سے نہ بجائے کلیجا تہا کر
 عہد سی ضد سی قسم سی قول سی تکرار
 ہم سے دیوانوں سے کتر اگر چلے صبح کیوں
 ایدل شتاق کافی ہی سہارا اس قدر
 اسکی محفل میں سرائی بھی ہوئی تو کیا ہوا

وہ مصیبت پھر نہ آئی جو مصیبت پہنچی
 جنک پڑی غیر و نہ جب مجھ پر نہ تھا
 جب نہ یامین ہوئی عقبے میں برا ہو چکی
 حشر کا انسان کی تیا و طاعت ہو چکی
 دل دیا او کو مگر غیب حجت ہو چکی
 جانتا ہی وہ کہ الیون کو نصیرت ہو چکی
 کیا نہ ہو گا اصل جب صاب سدا ہو چکی
 ہم گئے وقت اور جب بہت صحبت ہو چکی

اس زمین میں شعر کہنے کا مزا پاؤ گے واع

ابتوجو ہونی تھی ای حضرت ملامت ہو چکی

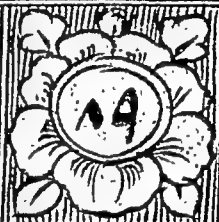


سو بلاؤں سے پھر ریاں حال اچھا
 ایک حال بُرا ایک حال اچھا ہے
 یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا ہے

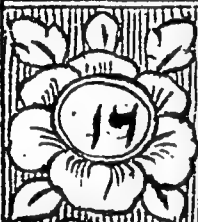
گو دل آزار سوچو نکاحیاں چاہے
 یہ تری چشم فسونگر میں کمال اچھا ہے
 تباہ کر دو لکھ دھڑاتے ہیں مال اچھا ہے

واعظو نکو نوزمان حنبت کلقین
اک تہارچی سپین عجاز ویکھو اتے
اب یہ بیباکی دے دن بھی داؤدین جہی گئے
حال دل میں کہہ نہوتا میری ممکن نہیں

خو وکین اگر حضرت آدم تہارو سا
دم پنچو دی علیہ مریم تہارو سا
اگیا جب کوئی نا محرم تہارو سا
کوئی اتنا ہو کے ہر دم تہارو سا



جھکواوس سر کی شتم ابتک ہی ضمیر
واغ مضطر کا جو تھا عالم تہارو سا



پھر کہیں جھپتی ہو جب ظاہر ہو چکی
دیکھ کر آمینہ آپی آپ وہ کہنے لگے
غیر کے آگے تو کی ہوگی برائی کس قدر
مر گئے ہم مگر اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے
کیا ہمارا جرم ٹھہرا کیا سنا عذ گناہ
کیوں ہو غمگین تھیں کچھ شہرہ ذکر قریب
کثرت ناز وادانے صبر کی صورت نہی

ہم بھی سو اہو چکے انکی بھی شہرہ چکی
شکل یہ پر لوٹکی یہ جو رونکی صورت چکی
میرے منہ پر بار بار میری شکایت ہو چکی
بیوفائی ہو چکی اسے بیروت ہو چکی
واجہستہ ایکی دن قیامت ہو چکی
اؤ لجاؤ گلے بس اب نہ دست ہو چکی
دوسری پر پڑ ہوئی جب قیامت ہو چکی

ہجرین جو دعائیں مانگین ہیں کوئی اللہ کے سوا نہ سنے

داع کو چین ہی نہیں آتا

اوس سے جتنا برا بھلا نہ سنے

وہو نہ تھا اجل کو تا بہ سحر چرخ
گلاشت کر کے آئی ہن شرک باغ
سج سج چرخ ہوتا ہی روشن چراغ
اپنی بھی رلف سنگھتی ہیں کس مار سے
خالی صراحی و خم جام ویاغ
ہر جامی اور پھر نہیں ملتا سرچ
کنج لچ بھی کم انھن کنج غراغ
وامان کوہ بستہ ہی واماں سراغ
کیونکر نبھے گی اوس تہا زک و لاغ
گرتی ہے جب شراب چھلکرا یاغ

فرقت کی شب یہ کام لیا دکھ داع
تفیر چکی پرتی ہر دو کو داع سے
کہا آئین داع دست مری دکھ داع
اشدری غر و نراکت مزاج کی
توبہ تو کر چکا ہوں گراں بھی تو
شہ رگ سی باپوں پھر و سکا مقام و
گر بعد مرگ وسعت دل نصیب ہیں
فرما دوئیں ایک جنوین ہیں مبتلا
بوی و فابھی آئی تو ہوتا ہی در و
پتے ہیں زیر خاک بھی تہا زک و لاغ

میری فریاد و سہرانہ سُننے
 راز اپنا کبھی کہا نہ کہے
 خوب رو وہ جسے زمانہ کہے
 غیر بھی گر کرے مری تعریف
 کیوں سُننے وہ شکایت پیدا
 اسلئے ہے پیامبر کی تلاش
 سُننے دشنام بی گئے ناصح
 پہلے گالی دیاں ہوتی تھیں بات
 دوستی کیا اسیکو کہتے ہیں
 دیدہ دل میں اسلئے ہنر و فن
 کیوں نہ بنتا وہ صورت تصویر
 ہوش اُڑتے ہیں دیکھ کر اذکو
 سن سکے تیرے منہ سے کیا کلام

تم سنو اسے بہتر ان خدا نے سُننے
 حال میرا کبھی سنا نہ سُننے
 گفت گو وہ جسے زمانہ سُننے
 تو بھی ہرگز وہ بیوفانہ سُننے
 صفت خنجر ادا نہ سُننے
 مجھ سے میرا وہ مدعا نہ سُننے
 کان وہ ہے جو مارا نہ سُننے
 اب سُننے او سکو کوئی یا نہ سُننے
 آشنا کی جو آشنا نہ سُننے
 ایک کا ایک ماجرا نہ سُننے
 مدعا تھا کہ مدعا نہ سُننے
 ایسے دیکھے پری لقانہ سُننے
 لن ترانی کی جو صدا نہ سُننے

رشک غیارے کیا وہم میں ڈرنا ہو
 طیش دل یہ شمشیر نہ دیکھو دیکھو
 دیکھ کر جمع غیار یہ دل سے چھپا
 کام دنیا میں بنگتا نہیں آسانی سے
 شور و تھتاب میں موم سے انا لیل کا
 بارے آنا تو مروسیاں بچھن ہوتا
 بڑھ گیا سیر وں لہو و لکھو جو آئے دیکھا
 نام پاتے ہیں محبت میں جو تھجا آئیں
 انتظار نفس باز پسین ہے ہر دم
 حسرت تو کمی ہے تباہی سے تباہی ملین
 کیا بتو کمی ہے خور و نین و این ہوگی

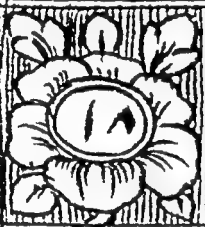
و عین پہلو میں پرند شیشہ باطل ہو
 جس سے قاتل بھی ٹر پڑ جائیہ سب سے ہو
 ہم جہان رہتے تھے ذرات یہ محفل ہو
 جسکو ہم سہل سمجھ لیتے ہیں مشکل ہو
 قیس گرد لکھو سمجھتا کہ یہ محل ہو
 سب سے کہتے ہیں مگر جو کے قابل ہو
 خود نہ پہچان سکا میں کہ مراد ہو
 جسکے صوفیا گمان بھی نہ ہو
 سہ منزل ہیں گرد وری منزل ہو
 جس جگہ قافلے لٹتے ہیں منزل ہو
 آدمی کے لیے حنبت میں بھی مشکل ہو

جو کہے واع غصیہ مست وہ لکھ لودل پر

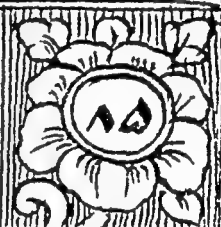
اس خرابات میں اک مرشد کامل ہوئی

شمار اپنی خطاؤں کا بتا دوں
 نے خنجر سے مجھ کو زنج کیسے
 شب وصل عدوتیری بلا سے
 پیونگ آج ساتی سیر ہو کر
 یہ جا کر پوچھ آتو اوسنے دربان

تمہیں شاید حساب آئے نہ آئے
 پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے
 کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے
 میسر کچھ شراب آئے نہ آئے
 کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے



زندگیوں کا دیوان دیکھو



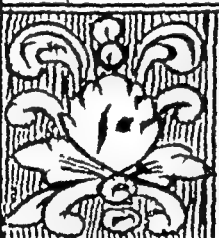
سمجھتے ہیں یہ کتاب آئے نہ آئے

بعد مر دن بھی خیال رخ قاتل ہو ہی
 عشق کا کوئی غمغین نہیں خبر دو لم
 چارون پھلے جو تقدیر میں تھا دینے
 خضر سے پوچھے کوئی عمر اب کی تکلیف
 مر گئے خضر جمشید سے سیکش لا کہوں
 مانگے جائینگے دعا ہوگی نہ کتابت قبول

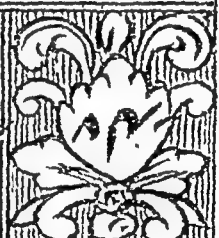
جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہو ہی
 لاکھ تدبیر کیا کیسے حاصل ہو ہی
 ہم ہی تم ہو شیخ قیاسی ہو ہی
 زندگی نام ہی جس چیز کا قاتل ہے ہی
 رونق ساغر و آرائش محفل ہے ہی
 نے لیے جو کبھی ملتا ہو سائل ہو ہی

تو نے رکھا ہر قیمت شوق کو دل پہ تھمے
 تیر حب بٹھیا مری و دلین تر از و ہو گیا
 میں تو ان باتوں کا قائل ہوں خط کا
 خاک میں اسی ملایا مجھ کو یا مینے اسے
 زیر رکھا کر ملگئے ہیں خاک میں عشق
 خوب تا ہر نگاہ لگالینا نگاہ یار کو
 اوس شکر نے مری پیغام میر سے یہ کہا

آج کیون بھیکار اوست خا مالیدہ سے
 اس سے یہ ظاہر ہوا قائل بہت سنجیدہ سے
 جس قدر مختصر ہی چیدہ سے پیچیدہ سے
 آج میں ہوں اور یہ میر اول الفیدہ سے
 او نگلیان میں دیکھ تو یا سنہرے سیدہ سے
 ایک سون بن ہوئی تو دوسرا گردیدہ سے
 مر نہیں جاتا اگر آزر دہ ہی رنجیدہ سے



بہ نظر چلا ہر کوچہ قائل میں دماغ
 کس بلا کا ہر کلیجہ غصہ کا دیدہ

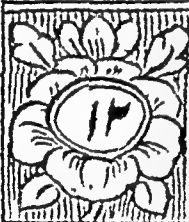


پیامی کا سیاب آئے نہ آئے
 ترے غم و زکو اے کام سے کام
 او سے شر مائیکے ذکر عذو پر
 تم او حب سوار تو سن باز

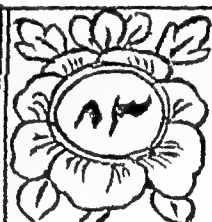
خدا جانے جواب آئے نہ آئے
 کسی کے و لکو تاب آئے نہ آئے
 یہ قسمت ہے حجاب آئے نہ آئے
 قیامت ہم کاب آئے نہ آئے

اس التجا کے ساتھ کہا مئے حال
دل کی طرح سو جان بجا بیگی عشق میں
بیتابیہ ریتج نہ وقت امتحان
منظور کس کو ہر جو اوٹھائی بلائی
تجمل کو پسند آگئی دیوانگی مری
دل نخل تن میں یک ثمر خوشگوار
معبشوق بے نیاز نہی عاشق کو چاہیے

جیسے اخیر وقت میں کوئی دعا کری
پچھر کچھ نہ فاکری تو بھی بیونا کری
دل کا غلام ہو جو کھل ذرا کرے
جب سر پہ آپرے تو کہو کوئی کیا کرے
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے
ایکاش تیج یار ہی یہ پھل نیا کرے
لب سے کرے جو شکوہ تو دل سے دعا کری



اس عشق میں کسید کا اجار انہیں ہے داغ
پروردگار حب کو یہ دولت عطا کرے



ناصر عاقل پیرانا گرگ باران دیدہ
قدتہ روز قیامت قدتہ خوابیدہ
چارہ گر کی آنکھ میں سیراق کا سیدہ
ایکلی کیا بات جو بات ہی سنجیدہ

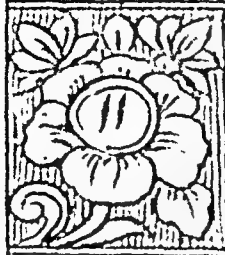
میری روئے پر جو رویا آدمی فہمیدہ
جانستے ہیں جاگنے والے فراق بیکر
میں بھی تو دیکھوں کلتا ہی تیر کا سطر
کیون کیوں کر کہو کس کہو کیا کہو

کیا نیا زکسکی وفا کسکی وفا

تم جانتے نہیں مجھے عواہی اور



اجمیر کے جانیکے امی غم بہا
ایکی برس سفر کا ارادہ ہی اور ہے



کھجائے یہ حسرت وہ نہیں ہے
وہی تم ہو طبیعت وہ نہیں ہے
پکارا دیکھ کر میں حور کی شکل
تمہارا دل تو دیکھوں ماتر کھل
کے دیتے ہیں ہم دھو کھانا کھا
و کھائے بت برہن شیخ حوین
ترا دل کیا تری گھر میں بھی جھکوں
مرے مرقد پہ بوسے ہاتھ ملکر
یہاں قیدی ہیں تھے دنیا میں
جو تم سمجھے ہو دلین چارہ سارو

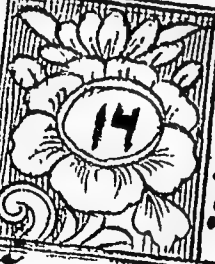
بدل جائے قیمت وہ نہیں ہے
وہی صورت ہی سیر وہ نہیں ہے
خداوند ایہ صورت وہ نہیں ہے
وہی ہے محبت وہ نہیں ہے
ہماری طبیعت وہ نہیں ہے
پلٹ جائی نیت وہ نہیں ہے
ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہیں ہے
اوسکی ہر یہ تربت وہ نہیں ہے
ہمیں جنت میں حشر وہ نہیں ہے
علاج درد فقرت وہ نہیں ہے

مجکور و لاکے آپنی سیڑ پ گئے
 جی چاہتا ہی جسکو وہ یار نصیب
 او سن ہو فاکے ماتھے ہاؤ کا فیصلہ
 نو دیکھتے ہی غیر کو چٹون بدل گئی
 آئے تو کیا کہ پھر وہ کوئی دم میں بیٹنگ
 کہتے ہیں جو بہن شب عدہ ہم آئی تھے
 دیکھے جو تیرے قد کو قیامت تو کیے
 تم آہنہ ہی دیکھ کے حیران رہ گئے
 جب بل حشر سے علی میری اردا
 حور زکی آرزو میں کیفیتیں کہاں
 پھوٹیں یہ کان گم رقم عیسے کی ہوئی
 تامل کو زیر قبر بھی دیتے رہی دعا
 سب کو کی حجاب پر کہتے ہیں

خود لوٹنے لگے یہ تاشاہی اور ہے
 کیسا بہشت مجکو تمنہا ہی اور ہے
 نامنصفون سے طے ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے
 آنکھوں کو دیکھتے تو اشار ہی اور ہے
 کم جب قدر ہو اہم غم او تمنہا ہی اور ہے
 یہ مکر یہ فریب یہ صو کھا ہی اور ہے
 سچ و بیج ہی اور ہے یہ سراپا ہی اور ہے
 دانش میرے دل میں اک ایسا ہی اور ہے
 سب کے گما سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے
 اللہ رکھے او سکی تمنہا ہی اور ہے
 مرے ہیں جب یہ ہم وہ مسحا ہی اور ہے
 سر جاکے بھی خجائے یہ ہوا ہی اور ہے
 یہ دل ہی اور ہی یہ کلیجا ہی اور ہے

دیکھ کر آئینہ تراش کر ہم بھی کوئی بن
 اس نگاہِ طوف پر کھوں دعا میں ملکین
 جان سے مارا او تو تنہا جان پایا
 فیلسوفی ای تو تم کو زبانہ کیا سکھا
 جانتے ہو بات ہر غماز کی آیت حد
 کیا سکھا ایسکار نامیکو فلک طرز حفا
 ہر تغافل میں بھی دردِ نظر سوا تھا
 ہر گنہ سے توبہ کر لی جب جوانی چلی
 وہ کیا وعدہ کہ میں فرط خوشی سو رہا
 غیر کو اپنا بنا لیتے ہیں بہت وقت پر

اپنی نظروں میں سما نا کوئی تم سے سیکھا
 عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تم سے سیکھا
 بکسی میں کام آنا کوئی تم سے سیکھا
 بلکہ ہو کیا ہی انا کوئی تم سے سیکھا
 جھوٹ پر مان لانا کوئی تم سے سیکھا
 اب تمہارا ہی زانا کوئی تم سے سیکھا
 چور کو رستہ بتانا کوئی تم سے سیکھا
 زیادہ اجنت میں جانا کوئی تم سے سیکھا
 ایسے منہ سے سو دلانا کوئی تم سے سیکھا
 دوست کو دشمن بنانا کوئی تم سے سیکھا



موجو و ہونین کچھ دین و دنیا کی خبر
 داغ ایسا دل لگانا کوئی تم سے سیکھا



اوسکی ہوا ہی اور وہ دنیا ہی اور

دیکھا تو شہر حسن میں چ چاپی اور

دشمن بنائے ہیں مری قسمت سیکڑوں
 اے ناہنج شفیق ہے کچھ تو چھیر چھپا
 جو دکھتا ہوا سوکھو مجھے دیکھنا میں
 مانند برق مثل ہوا صورت نگاہ
 کہتا ہے مرتے دم بھی تجھ پر شفا
 ہمو جلا جلا کے جہنم میں جائے گا
 کلکتہ میں ہے شیخ نمائش کے کار

۸۸ || پوچھو جنابِ اع کی ہمتے راتیں

ورنہ کر دلیں انا کوئی تم سے کچھ جا
 ہر سخن پر دھجھ جان کوئی تم سے کچھ جا
 وصل کی شب چشم خواب کو دہلتے او
 کوئی سیکھے خاکساری کی توں ہم
 آتے جا رہے ہوں تو دیکھے ہیں ہزاروں خوشنوا

چاہا ہی تجکو خلق نے میرے نصیب
 ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے
 دنیا میں کون آنکھ ملائے غریب سے
 اکثر گل گئے ہیں وہ میرے قریب سے
 پالا پڑا مریم کو چھوٹے طبیب سے
 ناراض ہے خدا بھی ہمارے قریب سے
 اس خلقت عجیب لباس غریب سے

۱۶ || کیا ہر جہاں بیٹھے ہیں جہر غریب سے

جان شق ہو جان کوئی تم سے کچھ جا
 روٹھ کر نہر نہر کرنا کوئی تم سے کچھ جا
 سوئے فتنے کو جگانا کوئی تم سے کچھ جا
 خاک میں لگو ملنا کوئی تم سے کچھ جا
 دلیں آنا دلسے جان کوئی تم سے کچھ جا

تھکا کر بٹھائے نگلی جھگو گردش

بیابان بھی زندان ہوا چاہتا ہے

اسی واسطے ہاتھ اپنا ہے دلیر

کوئی اسکا خواہان ہوا چاہتا ہے

کیا واع گواستے جو باہی وعدہ

ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے

کچھ اور دلگی نہیں او غم نہ نصیب

ہم جانتے ہیں کھیلے ہو تم قیامت

کیا خوب رازدار ملا ہے نصیب

کھل کھیلے پردی تو نہیں تم تو قیامت

بہر دعائے مرگ و جحیم طے ہے آیت

چھشتی نہیں ہے بنفوسا ری طیب

مین بدینوں کا بھی ممنون ہو گیا

وہ حال پوچھ لیتے ہیں میرا طیب

شوخی میں تکنت ہی تو ہے نازنین

تعلیم تھے پائی ہے اچھے ادیب

اپنا ہی عکس میں نہوا اللہ ریحان

دیکھنا نہ آئے کہ بھی اوسے قریب

اختفاء راز عشق کی عادت بھی پوری

ہم نے ہمیشہ حال چھپایا طیب

ایسی غم فراق میں صورت بگڑ گئی

جہک جہک کے دیکھتے ہیں جھگوڑے

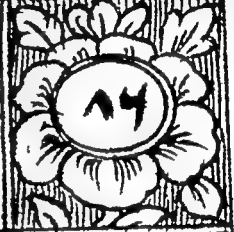
دیوانگی میں بھی نگین اپنی شوخیان

گلشن میں بھول مانگتے ہیں عند ایسے

بھریا زخم میں نہکا اوسنے
 سچ ہے بے عیب ہی خدا کی داتا
 اسے لب یار تجکو میری قسم
 اوسکے در تک پہنچ گیا قاصد

یہ دعا گو کی منہ بھرائی ہے
 تجھ میں کیا جانے کیا برائی ہے
 کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے
 آگے تقدیر کی رسائی ہے

واع اب وصل کا وصال ہوا
 یار زندہ غم جدائی ہے



وہ بت دلیں تھان ہوا چاہتا ہے
 لب یار خندان ہوا چاہتا ہے
 ترا پیرہن میری باتوں سے نکاح
 تری دوستی میں یہ تھوڑی سی
 شب وصل آخر ہوئی جلد جاو
 ہمارے گریہ گرائی ہماری
 ہمارے دل کو کھینچنی

نیا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے
 کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے
 مرا ہی گریبان ہوا چاہتا ہے
 کہ دشمن لشیان ہوا چاہتا ہے
 یہاں اور سامان ہوا چاہتا ہے
 اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے
 یہاں خون ارمان ہوا چاہتا ہے

بڑھتی ہے محبت کی آہیں ہیں اسیری
ایمان تو جیل ہیں ہم اور شانیری
نکلی تو سہی جان مگر سل نہ نکلی
جبے یکہتی ہو نالہ بلبیل میں انہر کچھ
گھبرائے اگر موت بھی مانگوں میں وہ
کیا عیش بھلا لگایا یہ آزار یہ تکلیف
ہر الفت دشمن میں برا حال کیسا

پوری نہیں ہوتی کبھی مسیاد کیسی
سجائے اگر لذت بیدا کیسی
انکی نہیں رہتی مرے جلا کیسی
اوسکو بھی اچکلی لیتی ہو فریاد کیسی
جاگیر نہیں ہے عدم آباد کیسی
جنت میں بھی یادائیگی بیدا کیسی
ایحضرت دل کیجیے امداد کیسی

کبخت وہی دماغ نہو دیکھو تو کوئی

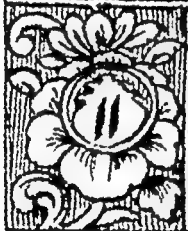
بیچین کیے دیتی ہے فریاد کیسی

و وہی جائیگا جسکی آئی ہے
گر کہوں تو ابھی لڑائی ہے
بات میں بات کی صفائی ہے
ایک کھوئی ہے ایک پائی ہے

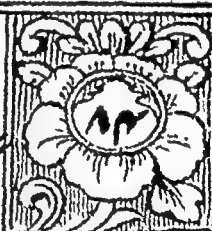
اوسکے در تک کسے رسائی ہے
بات اک دلیں میرے آئی ہے
قتل کرتی ہے گفت گواؤ کی
دوسری جان ہے تری الفت

تعمیہ تہیہ کہ نکلیاے ذرا جان
تھے کہاں اٹکوائیہ تو لیکر دیکھو
نگہ پار کو میں دلیں جگہ دل بسکین
چہرہ فرقت کی اچھ نہیں یہ یاد رہے
شعر ترنگے تو وہ لخت جگر اپنا
دلو سمجھا عینکے بہلائیے پہلائیے
دھمکیاں تیرے ہوتے جذبہ دل کی داغ

میں تو خصیت نہوا اپنی خصیت کیسی
اور ہوتی ہے خطاوار کی صورت کیسی
چور ہو جب کوئی جہان تو عزت کیسی
کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی
اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی
بعد مر جانیکے مل جائیگی فرصت کیسی
بندہ پرور محبت میں حکومت کیسی



نظر آتا ہے پریر و جو کوئی شوق و شہریر
گرد گداتی ہے پر اسے داغ طبیعت کیسی



ملتی نہیں فریاد سے فریاد کیسی
یون مہفت میں لٹتی نہیں بید کیسی
کیا یاد ہے کیا یاد ہے کیا یاد کیسی
ایسے میں کرے کیا کوئی یاد کیسی

ہر دلیں نئے دروہی ہے یاد کیسی
آرام طلب ہوں کرم غام کے لب
دل تہا ہے ہو پر تو میں گیت و مسلا
اس حسن جہاں سوز سے برپا ہو مسیتا

ملگئی بھجودی شوق سے راحت کیسی
 کیا کہوں مہینے بڑھائی ہوا دیت کیسی
 غشش نے وہی مین غلایں دم جلیت کیسی
 عکس بھی آئے مین چار گھڑی بعد
 بندہ چاہے جو خدای کوئی مل سکتی ہے
 جو مشتوق کی پریش ہی نہیں دنیا
 حور سے بحث نہیں ہاں یہ تباہی زاہد
 دوست یکنگ جو اکچا بھی مل جائے
 خواہین بھی حیراؤنے کہا سبے نشا
 اپنی جو کرین اچھی چھین مجھے
 اتو و چار ہی نالو بخار ماتھا جگر
 اسکو ملنے جو کیجے سے لگا رکھا ہے

ہو گئی دونوں جہان سے مجھے فرصت
 مریو اے کی رہی رات کو جا کیسی
 مجھ سے مل ملے گلے وہی ہر حشر کیسی
 بڑھ گئی حد سے سوا اوکی شکست کیسی
 لوگ قسمت کو لیے پہرے میں قسمت کیسی
 اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی
 لاکھ دو لاکھ مین ہوا ایک جہت کیسی
 رطف کے ساتھ گرجا بی ہو کیسی
 جلد ہوتی ہو رہی تا کی شہرت کیسی
 یہ تو فرمائیے ہے آج طبیعت کیسی
 تاروی حضرت دل آئی نہت کیسی
 دروئے پائی مرے سینے میں رہا کیسی

کلیجا مرے منہ کو آئیر کا اکن
 ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان پ
 چلے آتے ہیں دل میں اراں لکھو
 نتیجہ نہ نکالتا تھکے سب پیامی
 تمہارا ہی مشتاق دیدار ہو گا
 یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی
 سنائے کے قابل جو تھی بات انکو
 تری آنکھ پر ہے ہی کیسا پہرہ
 مرے آشیان کے تو تھے چارنگے
 کچھ نہ کہہ دو انکو او بھلا تو ہوتا
 سب سے بڑی آتی تھی ہمراہ انکو
 شہرِ دل باغ و صحرا

یونین اسب پہ آہ و فغان آتے آتے
 انہیں آئینگی شوخیان آتے آتے
 مکان بہر گیا مہمان آتے آتے
 وہاں جاتے جاتے یہاں آتے آتے
 کیا جان سے اک جوان آتے آتے
 مرے منہ میں تیری زبان آتے آتے
 وہی رنگی دریاں آتے آتے
 مری راہ پر آسمان آتے آتے
 چمن اوڑ گیا آندھیاں آتے آتے
 نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے
 مگر وہ گئی ہم حسان آتے آتے
 بہار آتے آتے خزان آتے آتے



نہیں کھیلے داغ یاروں نے کدو

رو نیم وعدہ کر کے فراموش ہو گئے

پچھت بھی آج حضرت زادِ خدا کی

کمانی ہے میرے قتل سے آستانِ اویں کا

احباب کو حجازِ داوٹ کا بھی بار تھا

بگڑا فراج اور کتا تو محفلِ بگڑی

ما تم ہے طفلِ شکستِ یادِ کاسیوں سے

ان ان ٹھہر ٹھہر کے اوٹھا خستہ و پتہ

میری برائیاں تو نکرتا ہو مدعی

امیدوارِ پوش سے بیہوش ہو گئے

مے نوش کیا ہو کے کہ با نوش ہو گئے

دو چار دن کے واسطے رو پوش ہو گئے

ہم خاکِ مین لے وہ سبکدوش ہو گئے

سامانِ عیش اور کے مرے ہیں ہو گئے

کیون فردانِ دیدہ سید پوش ہو گئے

پیدا شبیعتوں میں بہت جوش ہو گئے

کیا غویہ ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے

اے دل غائبِ آرزو خسی کے کوئی شہ

اکہار دل سے محو و غمِ پوش ہو گئے

اجلِ مر رہی تو کمان آتے آتے

ٹکھائے دمِ چکیاں آتے آتے

بہت دیر کی مہربان آتے آتے

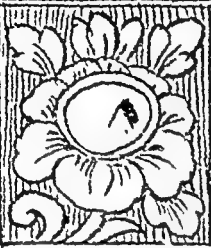
پہرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا

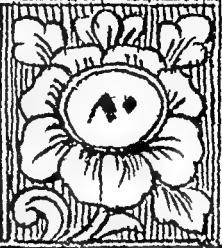
نجانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی

ضعف سے اوٹھے نہیں بہت عا
کتے ہیں دشنام دیکر لینگے دل

اب ہماری شرم او سکے ہات ہے
مفت کیوں دیتے ہو کچھ خیرات



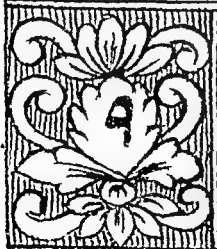
دل غ سے جا کر لے تھے ہم بھی آج



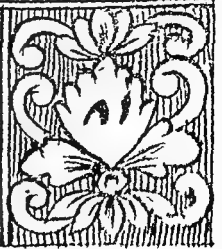
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

تلاش اونکو ہے میرے راز دانکی
کہان اسے چارہ گرد میں حرار
نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق
کریگی سب رہ میت بھی ہماری
شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
بتہیں سنواؤں کیونکر اوسکی تہن
دہن کو ہے عزتیرے دہن کا

نئی ترکیب نکلی امتحان کی
یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی
سنو تو کہہ رہا ہے یہ کہان کی
کہ مٹی دی ہے اوسنے آستان کی
یرسان دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی
مرے دل میں ہے کیفیت زبان کی
زبان کو چاٹ ہے تیری زبان کی



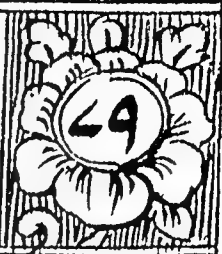
وہ سنکر دماغ کے اشعار بولے



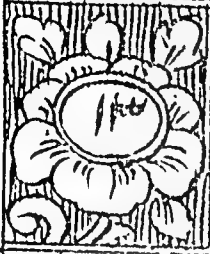
خدا جانے یہ بولی ہے کہان کی

سرد مہری سے زانیے ہوا ہوا دل

رکھ کر اس چہینہ کو کیا آگ لگا کر کوئی



آپ نے دماغ کو منہ بھی نہ لگایا اسکو



اسکو رکھتا تھا کلیجہ سے لگائے کوئی

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
 آپکی ہر بات میں یہ بات ہے
 حور کی خواہش یہ یہ طعنے لے
 تو نے قاصد جو کہی دل کی لگی
 پہر خدا جانے کہان تم ہم کہان
 شکوہ کے بدلے کیا شکر ستم
 اونکا قاصد لیچلا ہے دل مرا
 شب کو جاگین نغم میں وہ دھوکوئیں
 کیوں بھپسل پڑتے ہیں ملک میں
 خب کہا ہے کہ لو مرنے ہوں میں

ایک مین ہوں یا خدا کی ذات ہے
 چال ہے فقرہ ہے دم جو گھات ہے
 واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے
 یہ اوسی کافر کے منہ کی بات ہے
 عیش و عشرت کی یہی اک بات ہے
 پہر خفا میں کیا مرے کی بات ہے
 تازہ فرمائش نئی سوغات ہے
 رات کا دن اور دن کی رات ہے
 کیا وہاں برسات ہی برسات ہے
 بوے بسم اللہ اچھی بات ہے

تم بتاؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ

اسیے دعو کیاں تو چھوٹی ہی تھی

زور و زور سے بھی کہیں واع حسین

اپنے نزدیک تو ہے سب سے محبت اچھی

اسیے روٹھے رہے ہیں کہ نہ کوئی

دل دکھائیگا اگر سو تو دکھاؤ کوئی

سبا بنے سے مرے بچتا ہوا جاؤ کوئی

آپکا طرح سے وہاں بلائے کوئی

کر سکے احسان نہ حسان جتاؤ کوئی

آپ اپنے میں خوشی سے نہ سماؤ کوئی

بات وہ ہے جو ترے دلی بتاؤ کوئی

خون دل زہر نہیں ہے کہ کھاؤ کوئی

مہربانی سے بلا کر جو بلائے کوئی

وقت خصت بھی اگر تھکے ملاؤ کوئی

یہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم بھر میں کیسی گزری

تا کہ میں بنے نگہ شوق خدا خیر کردی

ہو چکا عیش کا جلسہ مجھے خط پھوٹا

ترک بیدا کی تم داؤ نہ چاہو مجھ سے

یوں شب وصل ہو بالید گئی عیش نشا

حال افلاک زمین کا جو بتایا ہے تو کیا

دروالفت کے مرے لیتے ہیں تھیں

کیا جوے داخل دعوت نہیں ہو جاؤ

وعدہ وصل سے جان کے خوش ہو جاؤ

کچھ داغ کا ذکر جو آیا تو وہ بولے

اُسے مجھے بُرا حال بنائے مرے آگے

۱۳

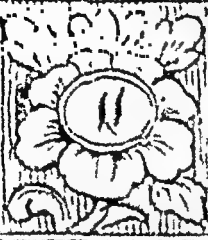
۶۶

یہی کجخت دکھا دیتی ہے صورتِ اچھی
ایک ہوتی ہے نہ ارونہیں طبیعتِ اچھی
یہ ہر شخص ہے اسکی ندیمیتِ اچھی
نہ محبت تری اچھی نہ عداوتِ اچھی
اس محل پر تو زبا نہیں تیری کنتِ اچھی
موتِ اچھی ہی آئی کہ قیامتِ اچھی
ہم کو پردہ بین نظر آتی ہے صورتِ اچھی
مسکرا کر یہ کہا اُسے نہایتِ اچھی
جسکا انجام ہوا چھاوہ مصیبتِ اچھی
بیچ ڈالو اسے ملجائیگی قیمتِ اچھی
ہوئی انکو برا کہنے کی عادتِ اچھی

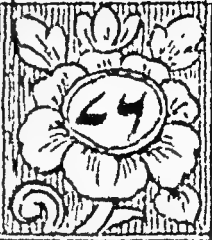
سب سے تم اچھے ہو متے مری اچھی
حُسنِ مشوق سے بھی حسنِ سخن سے کہیا
میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شہرِ مار
ہر طرح دکا ضر جان کا نقصان دیکھا
کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے نگار
ہجر میں کسکو بلاؤں نہ بلاؤں کسکو
دیکھنے والوں سے اندازِ کمین چھپے میں
میری شامت کہ دکھائی اُس میں کی شبیہ
جو ہوا غار میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
ہی سزا فرشتی تو خردِ اربابِ بہت
عیب بھی اپنے بیان کرے گے آخر کا

مانگتے ہیں ہم دعا جسکے لیے

وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں



آج کل میں فراع ہو گے کامیاب



کیون مرے جائے ہو وودن کے لیے

اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مر و آگے
 سب جھینکتے ہیں اپنے پرانے مر گے
 کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مر و آگے
 جانا ہو جو قاصد کو تو جائے مر و آگے
 دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مر و آگے
 کو سا ہوا اگر غینے تو آئے مرے آگے
 لکھ کر کئی حرف اوٹے ٹائے مر و آگے
 واپس مگر خط لاکے جلائے مر و آگے
 تنہا کوئی جنت میں بجائے مر و آگے
 کہتا ہوں کیا میرا نہ آئے مر و آگے

اسے بھی تو وہ نہ کو چھپائے مر و آگے
 دل میں لگایا ہے مگر دیکھیے کیا ہو
 بیٹھتے ہوئے دیکھو گانہ میں دلی لگی کو
 کیا دم کا بہرہ ہے پھر آئی کہ نہ آئے
 بچھڑ کر رہ بخش معشوق جو آیا
 بانگی ہے دعا و حل کی کچھ اور سمجھو
 تو یہی کہتے تھے کہ یہ نام ہی میرا
 دیکھے تو کوئی قاصد عابان کی لیری
 بچھڑے ہوئے معشوق بلین سکوا آئی
 عشق میں بھی ہو خواہش خلوت مجھ سے

چھپا گئے کوئی چھپتی ہی ہونو دیکھی تھی
 علم کی حقیقت ہر وہ چھپا ہوا ہے

کہ ہر تار نفس اپنا رگ پہل سے ملتا ہے
 مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہے

عصب ہوا غم کی دسے تمہارا دل نہیں ملتا

تمہارا چاند سا چہرہ مہ کمال سے ملتا ہے

تم نے بدے ہم سے گن گن کے لیے

کچھ نہ لایا ہے جوانی کا بناؤ

چاہنے والوں سے گھر مطلب نہیں

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا

وسے مئے بیدارو اے پیخان

دل کے لینے کو ضمانت چاہیے

میکشواب آئی شاید فصل گل

ہمنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ

مین رخ نازک پہ گنتی کے نشان

ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے

شوخیان زور میں اس سچ کے لیے

آپ پھر پدا ہوئے کن کے لیے

یہ اوٹھا رکھا ہے کس دن کے لیے

چاہیے اک پاک باطن کے لیے

اور اطمینان ضامن کے لیے

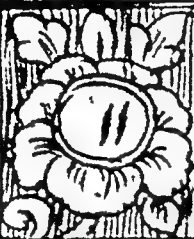
ببلون نے چونچ میں تنکے لیے

چھوڑ دین غیر دلو کیا انکے لیے

کسے بوسے تیرے گن گن کے لیے

کیون تری چاند سی بہن نبی
دست وحشت کی سستین نبی
خوب نبی اگر کسی نبی

نہ چمکتی جو حسن کی تفت نہ
پارہ حبیب سے مری الیکاش
نہ مری دنیا تھی قابل حبت



طبع نازک کا لطف جب تھا دماغ

نازنینوں میں نازنین بستی



مرجان چاہی والا بری شکل سہا
کوئی قابل سہا کوئی سہل سہا
غبار ناتوان قسین جب محمل سے ملتا
ملاقاتی تراگو یا بہری محفل سے ملتا
گلا جسم لپک کر خجیر قابل سے ملتا
مرد خاص جیسے شد کامل سے ملتا
جو ہوتا سخی خود و صندوق کراں ملتا
جول لکیر کے کمجنت تو کس دل سے ملتا

ماتے ہوا اوکیو خاک میں جو دلیسے ہوا
کہیں ہر عید کی شادی کہیں ہر عید کی شادی
پس چوہ کی لسی لڑتے کھیلتے لکھیو نہ
بہر میں چھوٹے لاکھون سہا محفل سے ملتا
ججے آتا ہر کیا کیا شک وقت و جگہ سے ملتا
رہنما ہر ادب میں حضرت ناصح سہا
شال گنج قارون اہل حیات سہا
جوا۔ اس کا شوخو کیا دسکے کوئی

کہیں حسن سے بھی ہو کاہیدگی
شب وصل ایسی کھلی چاندنی
کسی زندگی بہر کی سب روت
کہو کیا کرو گے مرو وصل کی

نہوئے کے قابل مگر ہو گئی
وہ گھبرا کے بوسے حشر ہو گئی
مری رشح پھیلا بس ہو گئی
بوشہور جوئی خنجر ہو گئی

غم ہجر سے واسع محکونجات
یقین تھا نہوگی مگر ہو گئی

اوس سے کیا خاک تمہیں مہنتی
وہ بنی اہت رانی لہنت میں
آدمی سب فرشتے بنجاتے
میری صورت بنی تو خاک بنی
وعدہ کر لے تھی کیا وہ آجاتے
کاش سنتا نہ کوئی شور و فغان
تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہیں

بات بگڑی ہوئی نہیں مہنتی
دم پہ جو وقت واپس نہیں
آسمان پر اگر زمین مہنتی
قسمت امی صورت آفرین مہنتی
رات بھر زلف عنبرین مہنتی
دلکی جا چشم سرمگیں مہنتی
ایک کی ایک سے نہیں مہنتی

تیرے کمال عشق کا حاصل نہیں ہوا

اب داغ کو بہت مشرک کامل کی ازمنہ

روایت یا سہ تبتانی

شب صل نہیں بسر ہو گئی

نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی

کسک ل میں پھر چارہ گر ہو گئی

لگا لے ترین دل دس سے اب پارت

جو اب تنگی جانب سو دینے لگا

بڑے حال سے یا پہلے حال سے

میسر میں خواب حشر کمان

جفا پر وفا تو کروں سو ج لو

شاہِ ستم میں کچھ ایسا بجا ہو

تسلی مجھے دیکے جاتے تو ہو

نہیں ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

تمہاری نظر کو نظر ہو گئی

جو تسکین پھر دو پھر ہو گئی

ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی

یہ ہر اس بجھے نامہ پر ہو گئی

تمہیں کیا ہماری بسر ہو گئی

ذرا آنکھ چھپکی حسر ہو گئی

تھیں مجھے الفت اگر ہو گئی

کہ یہ تو پرانی نظر ہو گئی

سبا و ابو نفع و گر ہو گئی

اپنی طرح کے ایک مسلمان تہمین تو ہو

۱۳

نخلی فلک ہو کب کسی نخل کی آرزو
 حشر ہو او کو نخلی بے سمل کی آرزو
 حور و ن ہو کیا غرض تھی عیبت گمان
 یوں آہ نارسا کو تنہا عرش ہے
 یہ نا امید رست و شوق قصہ ہے
 آئینہ دیکھ کر تہمین شوق کیا ہوئے
 ہر قیس کا تو شوق زمانے پر آشکا
 دنیا سراسر ہو تنگ ہو حشر ہو جاو
 دل ہر طرف رہا نگران بحر عشقین
 او چھی پڑی ہو تیغ کہ قاتل نا زہر
 پچھان تو فقیر کی صورت سوال ہے
 یوسف نے دیکھ کر تری تصویر کیا

پہر او س نہ آرزو بھی مر نو لکی آرزو
 پوزی کر د خدا مرے قاتل کی آرزو
 جنت میں لگتی تھی نخل کی آرزو
 جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو
 بے سمل کی یا اس کی عیبت قاتل کی آرزو
 تم سے سوا ہی مد مقابل کی آرزو
 کیا جانے کوئی صبا محل کی آرزو
 عاشق کہاں نکال سکے دل کی آرزو
 اس و بتو کو رگہی ساحل کی آرزو
 بے سمل کے ساتھ جائیگی بے سمل کی آرزو
 تم جان کو یہ ہو مر و سائل کی آرزو
 کیوں ہونہ ایسی شکل و شمائل کی آرزو

وہ اشارہ بھی سوا قرار کریں دو
 سمنے کہتے ہیں بھی لاکھوں کی صورت
 میری تقدیر کبیرت مجھے دلوانگی
 مجھ کو دل میں عطا و زائل کھاتا

ایسے بہو نہیں سمجھینگے جو ہم کہتے
 کرتے ہیں ہاؤ صنم ہاؤ صنم کہتے
 دل تمہارا جو کہیگا اسے غم کہتے
 رنج کہا نیکیا و ٹھانی کو ستم کہتے

واع دلی تھی کی وقت میں جنت تھی

سیکڑوں گھرتے وہاں شکام کہتے

کہتے ہیں جسکو جو وہ انسان نہیں ہو
 مطلب کی کہہ ہی میں دانا نہیں ہو
 آتا ہی بعد ظلم ہمیں کو تو رحم بھی
 پچھتاؤ گے بہت مری دکھو جاؤ
 اک وز رنگا نیکی یہ مہربانیاں
 دلدارو و فریب دل راز دوستاں

جاتی ہی حسبہ جان بجان ہمیں ہو
 مطلب کی بوجھتے سوہ ناواں تمہیں ہو
 اپنی کیسے سے دلیں پشیمان ہمیں ہو
 اس گھر میں اور کون ہی وہاں تمہیں ہو
 ہم جانتے تھے جان کو ابان ہمیں ہو
 لاکھوں نہیں ہم کہیں گے کہ ہاں ہاں تمہیں ہو

کرتے ہو واع دوری تمہا نیکیو سلام

ہاتھ باندھو سوا گھیا کے سارے کچے
 ہم بھی کیوں ہیں تو کہا تھا کہ تو چینی
 اگر کیلتی ہو کون خاکِ شہادت کی
 تم وہاں زاریہ نہ شک میسا کہ ہے
 میری آنکھوں پر روزِ سنہ نہ دم کھو گئے
 کیا نہ آریگا او خشتِ مر و قیامت
 نطفِ سحر تو تو قیوں بر او و مجھ کو

ہم کھا دیں گے مزار و جزا ہونے
 کوئی دن نہ کر دہا اہلِ فنا ہونے
 دیکھا جاوے مر سے ہوش بجا ہونے
 کم نہونے دو مزار و سوا ہونے
 حریفِ مطلب کسی صورتِ اداس ہونے
 دستِ قاتل کو براہِ دستِ قاتل
 سیر کر ہیو تو کوئی غنہ بیاہنے دو

جب سادہ کوئی دم نہیں ہوتا ہے
 اوس شکر نے اشاریہ کہا ہونے

ہر غصہ سے مجھے کہا کہ قسم کر کے
 پاؤں تو کی تری راہ میں گنتی کیا ہے
 چرخِ سا اور سخی کون ہو دیئے
 ہاتھ کیوں کھینچ لیا ابھی سانہ کر کے

پھر غافل سے ہزاروں بچن تم کہنے
 سیکڑوں آگے سر میر قدم اکینے
 جھکے دمن میں کو داغِ الم اکینے
 دو تو دو سو جو نہ دو اوس تو کہنے

ناصر کی گفتگو سنی ہو مین بگیا
کرتا ہی اس سے شکوہ فرقت کیل
جیسی جو آنکہ عجب کی شبائی نیا

۶۹ دین پارسا ہی کی تہرہ اندون

کل تک آشنا تھے مگر آج خیر ہو
مر جا مین دونوں قہر و غضب تو خیر ہو
چاہین اگر وہ کافر و دیندار مین
کیون دعویٰ قریب سر با نہ غلط
کیسا وصال کی تسلی کہاں کا طفت
و یقین تو یہ خاک ل تلخ کام کی

۷۰ دلی مین بھو اورو کا شیکہ اورو

آئینہ اپنی نظر سے بجا ہو ورو
کم نگاہی مین اشارہ و اشار مین

ایسا نہو قریب کا در پردہ یار ہو
تصویر یار بھی نہ کہ مین شرمسار ہو
اے شاگ عشق مز گیا موشیار ہو

لاکھون ہو ہو وہی پیر ہیز گار ہو ۷۱

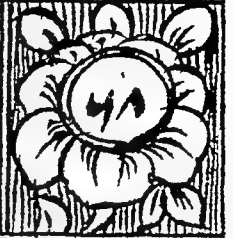
دو دن مین یہ مزاج ہو آگے کو خیر ہو
تم ہو تمہارا لگر ہو نہ ہم ہون خیر ہو
بتخانہ مین ہو کعبہ تو کعبہ مین دیر ہو
جب اسکی بات کا کوئی سر نہ ہو
چکہ ہو تو بلا سے مرو کی خیر ہو
دنیا یہ رہرا و سکوت مین جس سے دیر ہو

۷۲ بن کچھ اوروہ توقیاسکی سیر ہو ۱۰

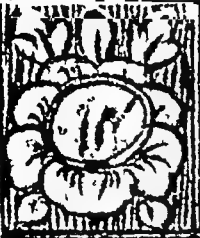
کوئی دم اور کچھ ہی آئین لہونے دو
بایں نوید و مجھے چین سی یا ہوئے

بیمروت دل تیار سے ہو جاتا،

شیدوہ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجھ کو



تم بھی راضی ہو تمہاری بھی خوشی ہو کہین



جیتے جی دل غریہ کرتا ہے مٹا دو مجھ کو

کیون میری آہ سہرا نہیں ناگوار
یوں میرے ساتھ دفنِ لبِ بقیار
وعدے سے بیشتر یہ دعا مانگ لیجیے
ہم آدمی ہیں کام کے اے نا صفت
دون اپنے دل کو بج یہ شرط و فائن
تکو تو شوخیوں سے نہیں چلن تیرا
تیرے غضب سے رتبہ قیامت کو لٹا
آسودگان خاک سے قائل کو لاگ
اثر ہے ہیں حشر کو وہ تیرے لطف
ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہے کہتر

یہ وہ ہوا نہیں جو کلیجے کے پار
چوٹا سا اک مزار کے اندر فرار
یارِ مری قسم کا اوستے اعتبار
دیکھو ہمارے کام جہاں اختیار
اس سے اگر بھرون نہیں کیا اعتبار
میں جانتا ہوں میرے لیے بقیار
یہ لاکھ بار ہو وہ اگر اکیس بار
اے سونیو الو جاگ اٹھو ہوشیار
ایسا غضب اچھوڑ دے پڑو گار
بچنا نہیں ہوا ورنہ دل بہ بقیار

و اسخ کو دیکھ کے کہتے ہیں یہ ایشاؤ

تکو چاہا تو خطا کیا ہے تباہ و محکو
کون ہوتا ہی کڑی بابا کسانے والا
دل مرا تھمے نین لیتے ہی الگ پھسکیا
باغ فروس میں بھی بوکھلن باور
غیر کو دست خانی نہ کھاؤ دیکھو
تکو تو جشہ کے دن لاکھ میں چھپا لیا
وہ جو سو بوجھی شہد یہ کہہ کر سوئے
اختا چاہی تو میں تکو نچا ہوں سرگز
زہر بھی نہیں دیتے مری تم کو
ولین سو شکوہ غم پوچھنے والا اسیا
محکو ملتا ہی نہیں جہر محبت کا ایشا
ہمدیوں اوسے میں کہ جاؤ نکال دیا

دوسرا کوئی تو اپنا سا دیکھا دیکھو
کالیان تکو سکھاوین یہ عاؤ محکو
مال الیسا نہیں لاؤاؤ تھاؤ و محکو
عطر تھی کا دم مرگ سنگھاؤ و محکو
کرنگانی ہے یونین آگ لگاؤ و محکو
میں بہلا کون ہوں میرا تو تپاؤ و محکو
جب آئے تو اوس وقت جگاؤ و محکو
پھر یہ تقصیر ہو مجھ سے تو سزاؤ و محکو
جوڑے منہ بھی جو کہن پاؤ و محکو
کیا کہوں جشہ کے دن یہ تو تباہ و محکو
تمنے دیکھا ہو کسی میں تو تباہ و محکو
دو گھڑی کے لیے دیوانہ بناؤ و محکو

دیکھو دشنام غریبی وہ فرین ہوں
 ہر ہی حسن کی شہرت تو ہمارا نومہ
 محو آرائش زینت ہی رہے گا ٹھہر
 بدگمانی بھی محبت میں رہی تھی
 حشر تک اسکی بہارین ٹینگلی بہاد
 میری شامت کہ پڑا قصہ شیریں
 آدمی وہی جو چتون کا اشار سمجھ
 ہر مرے دل کی تباہی پہ تعجب کیا خوب
 اے وہ دشنام سہی خلعت عزت
 اوٹھ سکیں اس نگہ نازکی چوین کسر
 تم مکان ہول زلوعیر کے ہمسایوں میں
 لاکھ گھاتین میں کہیں دیکھ پھنسا

جسکا گھر بار نہو جسکو وطن یاد نہو
 کہ ترے کوچہ میں اک شہر جو آباد نہو
 تجھکو اللہ کرے فرصت بیدا نہو
 وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیا نہو
 کو چہ یار ہے یہ جنت شداد نہو
 مجھ سے وہ کہتے ہیں صبا تھیں یاد نہو
 مجھکو معلوم ہوا منہ سے کچھ ارشاد نہو
 آپ برباد کریں جسکو وہ برباد نہو
 جو عطا غیر کو ہو وہ مجھے ادا نہو
 رو برو تیرے جو آئینہ فولاد نہو
 آج تک نہو ہے کبھی آباد نہو
 ہمیں صیاد ہوں اسکے جو وہ صیاد نہو

کوستے ہیں وہ الہی کہ دعا دیتے ہیں

ایسے کہاں نصیب کہ وہ ہو کلام
دست دعا کو ملتی ہے تاثیر عرش سے
عش آنجائے دیکھ کے قاتل کو جو نہ
ہو لاگ کا مراد دل بے دعا کے ساتھ
یہ ٹوٹ کر کبھی نہ بنے گا کیسے

ہم طور پر بھی جائیں تو کچھ گفتگو
جو ہاتھ سے ہو پانون سے وہ جھٹکے
مازک مزاج کا کہیں بلکا ہو نہ
تم کیا کرو کیسے اگر آرزو ہو
زاد شکست تو شکست ہو نہ

اے واع آگے پھر گئے وہ کو کیا کر

پوری جو نامراد تری آرزو ہو

موت اوسد کو جو تجھ سے تم لجاؤ
زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد ہو
بات کا زخم ہی تلوار کے زخموں سے
غیر کا خون بہا نامری تربت ضرور
بائو وہ دل وہ کلیجہ میں کہاں سے لاؤ
چمکے بعد ہے اب حرف تسلی کیا

میں تو مر جاؤں اگر لذت بیداؤ
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد ہو
کبھی قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد ہو
آبرو دار کی مٹی کہیں برباد ہو
وصل میں شاد ہو بھونے ناشاد ہو
اوس سے فریاد جس کو وہ گھڑی ہو

مجھ کو جناب شیخ کی دعوت ضرور

ایسی کہیں شراب ہے جس میں نہ ہو

سٹی کی سوت اس سے ٹوٹی راع خوش

معشوق کیا بونچ نہ ہو خوشگلو نہ

ممکن نہیں کہ تیسری محبت کی ہو

کیا لطف انتظار جو توحید جو ہو

محشر میں اور اولیٰ سے مرید و بدو نہ

قاتل اگر نہ شیخ ہو بخیر اگر نہ تیز

خلوت میں تکبوحین نہیں کسی کا حق ہے

سرخی ہر تیغ پر نہ حیاتیری راتھیں

وہ آدمی کہاں ہے وہ انسان کہاں

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ نہ لگے

زاہد مزار توجب ہے عذاب و ثواب کا

معشوق اگر اس سے زیادہ کوئی نہیں

کافر اگر نہ ابریس دل میں تو نہ

کس کام کا وصال اگر آرزو نہ

کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہ

رگ رگ میں بقیہ ہمارا ہو نہ

اندیشہ کچھ نہ ہو جو نظر پار سولہ

قاتل کہیں سفید عدو کا ہو نہ

جو دوست کا ہو دوست و کا عدو نہ

ممکن نہیں کہ خون تمنا کی ہو نہ

دو رخ میں بادہ کش نہ ہو نہ

کیا دلگی ہے جو تری آرزو نہ

دل داوخواہ ظلم جو اسے کینہ نہ ہو
 عاشق کے ولیدین اور تری آرزو نہ ہو
 کھٹکا ہو انہوں خاتمنا سے سہ قد
 لیتو چلا ہوا صحیح ناوان پیام وصل
 او درو عشق خانہ دل گہ تر اسی
 اس فکر میں کچھ دن سے نہ ہم بات
 میں رنگ یکساں نہ ہو گیا یقین کبھی
 اک تیری دوستی سے ہوئی بھین بھینی
 بخشے ہی جا میں شرم حضور سے لگ کر
 ہم بادہ نوش پاؤں نہ کھینچتے ہیں
 چاکل رقیب کی حب و کرکھی
 بہتر خدا کرے کہ غلط ہو مر لگان
 یہ رشک ہر کہ طالبِ عمر ہے اسے

کل عرصہ گاہِ شرمین پہ تو ہی تو نہ ہو
 اس باغ کا تو پھول سو پہر اس میں نہ ہو
 ورتا ہوں یا اس سے بھی کہیں آرزو نہ ہو
 میں شمر لا باز ہوتا ہوں جو بڑا آرزو نہ ہو
 آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہ ہو
 یہ گفتگو نہ ہو کہ میں وہ گفتگو نہ ہو
 جب تک عدد کے خون کی خنجر میں نہ ہو
 گر یہ نہ ہو تو کوئی کسید کاغذ نہ ہو
 دنیا میں کیا کریں جو خدا رو برو نہ ہو
 جب تک ہمارے سامنے جامِ سونہ نہ ہو
 پہلے یہ دیکھ لیجئے پھر ملارو نہ ہو
 جو میں سمجھتا ہوں وہ ایک شوق نہ ہو
 جو مجھ کو ہے قریب کو وہ آرزو نہ ہو

تیرے خجستے بھی تو اسے قابل

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر +

یہ سنا ہے مرے لیے تلوار

یہ نکوہ جسے تیرے منہ میں خاک

کون جاتا ہے اوس گلہ میں جسے

منزل شوق طے نہیں ہوتی

گر گزرتے ہیں ہو بڑی کد اہلی

وہ جھگڑتے ہیں جب قیوں سے

ضد ہر اک بات پر نہیں اچھی

مسعود ہو کے یہ کہو تو سہی

نوک کی ز جوان لیتے ہیں

کس محبت سے جان لیتے ہیں

اک مرے مہربان لیتے ہیں

اس میں تیری زبان لیتے ہیں

دور سے پاس بان لیتے ہیں

ٹھیکیاں ناتوان لیتے ہیں

دل میں جو کچھ وہ ٹھکان لیتے ہیں

بیچ میں جھکوساں لیتے ہیں

دوست کی دوست مان لیتے ہیں

آئیے امتحان لیتے ہیں

وارغ بھی ہے عجیب سحر بیان

بات جسکی وہ مان لیتے ہیں

رویف واو

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
 کر چکے سب اپنی اپنی حکمتیں
 دل نے سیکھا شیوہ بیگانگی
 معرکہ ہے آج حسن عشق کا
 تند خو ہے کب سے وہ دلکی بات
 آئینہ ہے اور وہ ہیں دیکھیں

رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کریں
 دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کریں
 ایسے نامحرم کو محرم کیا کریں
 دیکھیں وہ کیا کریں ہم کیا کریں
 اور بھی برہم کو ہر دم کیا کریں
 فیصلہ دو لون یہ باہم کیا کریں

کہتے ہیں اہل سفارش مجھ سے واع

تیری قسمت ہے بری ہم کیا کریں

وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں
 مول میں را مکان لیتے ہیں
 جاننے والے جان لیتے ہیں
 نامہ بر سے زبان لیتے ہیں
 سہا تو ان آسمان لیتے ہیں

صاف کب امتحان لیتے ہیں
 یوں ہے منظور خانہ ویرانی
 تم تغافل کرو قیون سے
 پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
 اب بھی گر پٹکے ضعف سے نا

فریادِ غمِ فراقِ بہت چاہئے وہ
 سنئے ہیں وہ عشاق کی آہیں دل پر
 تو دوست ہو کس طرح نلیں تیری بہن
 کب یہ دل وابستہ ہوا بار نرا کت
 اس نام سے چھٹنا کوئی آسان ہو
 ہو بعد فنا بھی وہ تباہی کہ مرچا کہ
 کیا ماتمہ اوٹھاتی ہے نہ اوٹھیں گی قیامت
 کہتے نہیں کچھ اور سنا کرتے ہو سکی
 افسوس گلا کاٹ کے مر بھی نہ سکے ہم

کیسی ہو جو آجائے اشرس کی مہمان
 پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرنی ہو تو
 ہم کو دہرا کرے ہیں شبنم کی بلبل
 مان ایک گرہ اور بڑی زلفِ مہتاب
 تو دلین ہو دل زلفین ہو زلفِ مہتاب
 تھوڑی سی زمین پر وہ بہت سی ہو
 بس جان بوجھ نہ جملہ ہے ایک ہی مہمان
 تلو تو مرا آنے لگا شرم و حیا میں
 مصروف رہے ماتمہ بھر دیا

تھے ادبِ ست ہوش کے بہت چاؤ

انگشتِ نواغ ہو اساری سبائیں

جانے والی چیز کا غم کیا کریں
 ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں

دل گیا تم نے لیا ہم کیا کریں
 مینے مر کر ہجر میں پانی شفا

کچھ آنے لگا جبے اتر آہِ سایین
 تمکین تری شمعِ خمی میں تو شمعِ خمی ہو چکا
 دیا توں کی فریاد ہی درگاہِ خدائے
 اختیار نہ روکین مجھے احبابِ تہا
 اے نامہ براوسن شام کی ہی آگِ گزشتہ
 آنکھیں تہی بہارِ سوئیں شرمِ جفا سے
 اشدِ اذیتیں تو نظر بد سے بچانا
 کھینچا کسی ہاتھ نے کیا دامنِ لگو
 کیوں دور ہوا چارہ گرا زارِ ہمارا
 تھا عقدہ کشا کون کہ جو بد میں دیکھو
 آنکھیں تہی ہو وں میں کینے پئے وصل
 دیتے ہو مجھے گریہِ بزمِ دے کاٹھن

دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں
 غمِ ترے انداز میں اندازِ ادا میں
 رحم آئے ترے دل میں شریعتی تھا
 لمبائے مگر سوت سبوں غرضِ پائین
 سجدہ کا نشان جسکے ہنقوش کھنکھاتا
 زلفین میں گرفتار مگر دلی بلا میں
 بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہیں مرا دلِ عزائم
 جب بھولے رکھا ہے قدمِ راہِ خدائے
 کچھ روحِ مسیحا تو نہیں تیری دوا میں
 ٹوٹی ہوئے ناخن گرہ بندِ قبائیں
 دو پھول سے نرگس کے بنے ہیں کھنکھائیں
 تم ڈوب ناخلاقِ شرم و حیا میں



واع پاسد قفس من بنین کچھ کر سکتا
وام صیاوسے میں جھوٹک جالوں تہوں



چو پر زہی ہونہ صحر میں جو کمری گلشن میں
قیامت کی بجلی ہر تھماروئی روشن میں
ستار واسطے میں غیر کو تنہا چھوڑو لگا
کیسے خوف ہو جی کھو لکرو یا نہیں جاتا
گرو کو لو لاکش فی خطر سے کانچا کبلی
سحر کر لیا آخر کو بنگا لیکے جا دوسے
مڑ جسے کہ اس انداز سے ہوں پاری بن
کبھی ہم حشود کے گھر کی آبادی نہیں جاتی
بنایا اپنی تعلیم دیکر اپنے مطلب کا
نئے گل بچھوتے ہیں کیا زارنگ کہتے ہیں

گیر با نہیں گریبان نہ وہ ام سے واس میں
مجھے ڈر ہے کہ دیکھا لگ بجائی نہ طلم میں
بچھ لے لیا کہ دوسرو گریں گ ایک مدفن میں
کہ جو اٹھو پکتا چھپا لیتا ہوں واس میں
اگر تخم محبت ایک بھی ہو سار زمیں میں
بر ابول آگے آیا ہم جو بولے تھے لڑ میں
ہمارا ہاتھ سے پر ہمارا ہاتھ گرو میں
اگر کوئی نہ تو خانہ ویرانی ہے مسک میں
یہ لاکھ لکھ ساری جہاں پیدا ہو در میں
بہار میں جو تری محل میں میں کہیں گان میں

غصے داغ یہ دن ات یہ سیرت گدزے



درول کا کوئی پہلو جو نکالوں تو کہوں
 زہر سے کم نہیں اس کا بکے طعنے جھکو
 پوچھتا کیا ہو یہ کیسا ہی کتابی چہرہ
 جو سر و لبیں سے کہتے ہو بھی درنا
 سینے جو بائی ہے اس تیغِ ادائیں لذت
 شبِ ہیرا میں جو کچھ اس سحر میں یاقوت
 یک بیک سُنکے مرا حال و کھڑ جائینگے
 میں ہوں بتا دے پست و سیانہ ہوا
 رستہ ہیرا میں جا کا پھینک اے داوشر
 تیرے زریغیر کے سناجے کر لوگ
 زہر کے لیے اسی بھی شہید ہوا
 زہر سے ہیرا پر چھپے

اپنی روٹھے ہوئے بکھر کو سناؤں تو کہوں
 چہرہ دلیں اور بھین دیوانہ سناؤں تو کہوں
 پہلے میں ہاتھ میں قرآن و صحائف تو کہوں
 گدگدالوں تو کہوں یا کون جانوں تو کہوں
 سانسے خضر و سچا کو بھالوں تو کہوں
 میری تصویر کو سینے سے لگاؤں تو کہوں
 ہمیشہ میں اور بھین باتوں میں لگاؤں تو کہوں
 و لگو سناؤں تو کہوں و لگو سناؤں تو کہوں
 حال ان کو ہی گھڑی اکٹھے لگاؤں تو کہوں
 پھلے و حجاز گواہی کو بلاؤں تو کہوں
 ڈیرہ انجیر دل مضطر کو پالوں تو کہوں
 گالیاں عشق و محبت کو سناؤں تو کہوں

لماش منزل مقصد کی گروش اوٹھ نہیں سکتی

اکر کو سہا ہونے سے تین ہم رہن سبھی تین

یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرت میں رویا ہوں

درو دیوار اک پل میں مرے مسکن کے بیٹھے ہیں

نگاہ شوخ و شہم شوق میں درپردہ چھپتی ہے

کہ وہ حلیم میں ہیں نزویک ہم حلیم کے بیٹھے ہیں

یہ اٹھنا بیٹھنا محفل میں اونکا رنگ لائے گا

قیامت بنے اونھیں گے بھبھو کا بن کے بیٹھے ہیں

کیسکی شامت ایسی کیسکی جان جائے گی

کیسکی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

نسم دیکر اونھیں ہے پوچھو تو تم رنگ ہنسک اوسکے

تمہاری بزم میں کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہیں

کوئی چھٹیا پڑے تو راج کلکتہ چلے جائیں

ہمارے سامنے پہاڑ ہیں وہ دشمن کے بیٹے ہیں

گستاخی یہ چوڑی بھی نہیں ہے ایدل نازان

ابھی پر روٹھ جائیگا ابھی وہ من کے بیٹے ہیں

از سبب جذب الفت ہیں تو کھنچا کر ہی جانیں گے

ہمیں پروا نہیں ہے اگر وہ من کے بیٹے ہیں

سب سے پہلے گئے گزرائیگے وہ بزم دشمن ہیں

کہہ دیتا کہ بگڑتے بیٹے ہیں وہ لاکھوں من کے بیٹے ہیں

فنون سب یاد ہے یا مہاکمل نہیں سکتا

وہ کچھ پڑھتے ہوئے آگے مرے دھڑکے بیٹے ہیں

پرستار و پاپوں میں جھینپے یہ مینے خواب دیکھا ہے

کہ آپ انسو بہائے سامنے دشمن کے بیٹے ہیں

کھڑے ہوں زیر طویلی وہ نہ دم لینے کو دم پہنچی

جو ضربت مہلتیر کے سایہ دامن کے بیٹے ہیں

اوسہ کو کوئی نہیں جانتا آپ ہیں مہر
یہی ہے فکر کہ ہاتھ لائے تازہ طرز تم
وہاں فریب و غامین کمی کہاں تو بہ
نہیں ہے موت سے کم اک جہاں چکا
چہری نکالی ہو مجھ پر عہد کی خاطر سے
یہاں شوق و ذادان مدعا باریک

اوسہ کو دیکھتے ہم عرض حال کرتے ہیں
یہ کیا خیال ہو وہ کیا خیال کرتے ہیں
ہر اچال کی وہ ایک چال کرتے ہیں
جناب خضر یونین انتقال کرتے ہیں
پراسے واسطے گردن حلال کرتے ہیں
اونچیں جواب بتا کر سوال کرتے ہیں

ہر کام مزیے میں واع الفت میں

جو لوگ کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

بھون تلتی میں خنجر ہاتھ میں ہے تنکے بیٹھے ہیں

کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یوں تنکے بیٹھے ہیں

دلون پر سیڑوں سکے ترے جو بن کے بیٹھے ہیں

کلیجوں پر ہزاروں تیر اس جہنم کے بیٹھے ہیں

اتھی کیوں نہیں اونٹنی قیامت ماجرا کیا ہے

ہفت افلاک میں لیکن نہیں کہلتیا نجا
اور سنیے ابھی زندہ رہے جناب عطا
سمنے دیکھا انہیں لوگوں کو تراوم بہرے
بھیجے دیا ہے انہیں عشق متاع جان
دل کچھ آگاہ تو ہو شیوہ عیار سے
وصل کیا وہ سبط پہلے ہی تھے

کون سا شہنشاہ عشاق ہے ان سائو نہیں
چلے آئے آپ تو دو چار ہی صلوات نہیں
جنگی شہرت تھی میر گز نہیں ان نہیں
ایک سرکار لٹی جالی ہو سہ ماہ نہیں
اسیلے آپ ہم آتے ہیں ہی نگار نہیں
شام سے صبح ہوئی ان کی سارا نہیں

وہ گئے دن جو ہے یاد تو نکلی عوداع

رات بہر اب تو گذرتی ہے سنا جاو نہیں

نگاہ پھیر کے عذر وصال کی نہیں
زبان قطع کرو دلو کیوں جلا ہو
نہ دیکھی نہ سخن پوچھا مزاج بھی تھے
مری مزار کو وہ ٹھوکر دینے ٹھکرا کر
پنس بھی سی رخ کانپ جاتی ہے

مجھے وہ اولیٰ چہری سے حلال کی نہیں
اسی سے شکوہ اسی سوال کی نہیں
مریض غم کی نہیں دیکھ سہاگ کی نہیں
فلاک سے کہتے ہیں یون پامال کی نہیں
وہ سوتے روتے جو آنکھوں کو لاک کی نہیں

یہ سنہ دکھانیکے قابل ہے بہائی بندوں

راہ پر او کو لگالائے تو میں باتوں
یہ بھی تم جانتے ہو چند ملاقاتوں
غیر کے سر کی بلائیں جو نہیں بد ظلم
ابر رحمت ہی بہتا نظر آ یا زہد
یار اب نہ چاند سے کمر لیکو کہ نہ لاد
تمہیں انصاف سے اور حضرت صبح کد
دور کر سوت دعا ساتھ عاکے جاتو
کیا قیامت ہو اول مان بہر کی حشر
جلوہ یار سے جب بزم میں غش آیا ہو
ایسی تھری سنی تھی کہ ہی شوخ و شریر
عہد جمشید میں تھا لطف می و ابرو
ہم سے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا

اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں
آزما یا ہے تمہیں سنے کئی باتوں
کہ مرے قتل کو بھی جان نہیں ہاتھوں
خاک ڈرتے کبھی دیکھی نہ خرابا توں
روشنی جسکی ہواں باروں ہی اتوں
لطف اون باتوں میں آتا ہی کہ ان باتوں
ہائے پیدائش یوں مرے باتوں
ایک شب جسکو طیسر نو سو را توں
تو قیدیوں نے سنبھالا مجھے باتوں
تیری آنکھوں کے بھی فتنے ہیں تر توں
کب معشوق تھے اور قوت کی ساروں
فیصلہ خوب کیا اپنے دو باتوں

غیر کا حال چھپا سیکے کوئی چھپتا
غیر کے واسطے دیدار بھی ہو دا دیکھی ہے

گو کئی جہ سے میں آپکے منہ پر نہوں
کس طرح گھر کو ترسے عرصہ شرم نہوں

اب کی کچھ منہ سے نکالو تمہیں جانو گے
وساع بہر ہیکو نکھنا جو برابر نہوں

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن پتوں کے پند
جنون کی خانہ خرابی ہو کیا نصبت
اوی ہوئی ہیں انداز بے نیازی کے
اوڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا عنفا
نخلے جامی کسان دل تمہاری لفون
خدا کا ذکر تو اوس کے سانسے کرتے
نحال لیتے ہیں درد کو ہم بھی دل کا بجا
چڑا دی تیر پہ سیر اکاٹکے قاتل

چٹا دی کوئی ہو اتنا خدا کے بند
پہنسا ہوا ہے یہ نرات گھر کے بند
جو ہے قدیم تمہارے نیاز مند
وہ تیز پر ہے کہو تر مرا پرند
پھنسا ہوا ایک یہ پتھر دو کند
مگر وہ ایک کافر ہی خود پسند
جو بیٹھ جاتے ہیں چار در و مند
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سر بلند

ہوئی ہے وساع محبت میں تھوڑی نامی

اور سینے مجھ کو سمجھاتے ہیں وہ
کوئی بزم و عطا سے کہتا گیا
تو بہ کر لین ہم نے و معشوق سے

وہنگ یہ خانہ خراب چھتے نہیں
ایسے جلسے نے شراب چھتے نہیں
بہیزا بہن یہ ثواب اچھے نہیں

اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج

آکپے دن ایجناب اچھے نہیں

کیا کہوں تجھ کو جو ہمیر و فسو لگز کہوں
سنگدل کہنے سے تو اپکا مان گئے
فائدہ کیا جو کہوں کہتے مصیبت اپنی
مہربانی کسی شخص نے چھپا مزاج
چھپ کر حال عد و چھپ کر چہرے جان
بات کہنے کا نہ کیا جو غلط سمجھو
سیری شاست ہے کہوں آپ کا گھر مزاج
دل کی تاکید ہے ہر حال میں پاش فاش

جس کو دنیا کہے اوس بات کو کیونکر کہوں
یہ جو کچھ سینے پہ ہوا سکو بھی تو خیر کہوں
سامنے داؤد و شر کے یہ فترت کہوں
سخت مشکل ہے حال دل و اندام کہوں
وہ کہیں پہر کہوں میں و سکو لگز کہوں
گر یقین ہو تو کہوں گرنہ باور کہوں
اوس کو بگڑا ہے ایں دنیا مقرر کہوں
کیا ستم ہی کہ ستم کو ستمگر کہوں

اونکای مدعا تھا مراد غانہ تھا
تن جابین گے جو سامنے ایسکا آئے
نکلا ہے جو زبان سے اوسکو نبائیے
جب دیکھتے ہو جھکو چڑا تو سوکھتے

پر کیا کروں کہ وہ تو مری نہیں
وکیلین کو کس طرح وہ بھوین تانیہ
ایسی وہ اپنی دلیس کہی ٹھکانو
دامعہ کے قتل پہ گردانے نہیں

کیا دل غم سے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے

عاشق کی بات کا تو بُرا مانے نہیں

ایسے اندازِ حجاب اچھے نہیں
آج کچھ مست شہر اچھے نہیں
ڈر کے دیتے ہیں جواب اچھے نہیں
اوسکی جانب خطاب اچھے نہیں
وہ دم کے انقلاب اچھے نہیں
ایسے معشوق اتنا بچا نہیں
ایدل ایسے بیچ و تاب اچھے نہیں

برو سے پردین عتاب اچھے نہیں
سیکدین ہونے چپ چاکین
جب سوالِ صل پر گڑا ہوں عند
والہ و شیدا کہو تم غیب کو
اسے فلک کیا ہے زائیلی سب
صورتِ جمعی ہے تو سیرتِ ہری
تو بھی اوسکی زلفِ پچان ہو گیا

بتو کو محرم اسرار تونے کیوں کیا یارب
فلک شمع ہو اگر روشن و مذکوب ملیا
تن سانی کہاں تیریں ہم دل گرفتہ تیک
رہی مینا کے پاس کیوں مکر شیخ مصدق
ہیں شواہد عار کو قتل کر نیسے

کہ کیا ورہ اگر خلوت سر آدمین بہت
زیادہ اہ کی شکستہ منزل میں بہت
خدا پر خوب شن ہے کہ مشک کل مان بہت
جو رہی ہیں تو کامل صحبت کل مان بہت
بڑی کل مان کہتے ہو بڑی کل مان بہت

کوئی نام و نشان چھپے تو اسے قاصد بتا دینا
تخلص واع ہو و عاشقون کے دلین بہت

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
بعد یہ نو نکو آگئی کیا جانتے نہیں
وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کہاں تھی قسم
چھوٹکی حشر تک یہ بھدی لگی ہوئی
مہر و وفا کا لپ نہیں آتا ہے اعتبار
سر باز و جان نثار محبت ہ میں لیر

وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جاننے نہیں
کل مان جاینگے اسے ہم ماننے نہیں
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں
تم ہاتھ میرے خوین کیوں سانے نہیں
جستاک سے وہ خوب طرح چھانچیں
رستم بھی ہو تو کچھ اسے گروائے نہیں

بتان بادشاه و جرمی می نثر لیلین
نیرا و نایغ پنہان عاشقوں کے دل میں
نیزین پرپانوں نجست ہنیں کھتے رہی
محبت میں مزا ایچھیر کا لیکن فرمائی
خدا کے سستا جنکو او کو موت کیسے
نیرا و نایغ میں کہ کو سے نہیں کرتی
یہاں تک تھکے ہیں جا چلے تیری سہو
نڈکے ہو رندوں بھی تو پاک و زنا
محیط عشق کی موج طوفان خیر کی
خدا کے محبت نے کیے آباد دونوں گھر
جو ہوتی جو بھرت تو نہ چھلتی قیس
ہمارے سایہ چھا ہر اک بزم میں اس کے
سراغ و الفت عجز و لیلین نیاں گے

کہ جسکی جان جاتی ہو اسکی لیلین
شیر تھچیر صیور انکی آب گل میں رہتے ہیں
یہ گویا اس مکان کی دوسری نثر لیلین
نیرا و نایغ ہر شکوہ باطل میں رہتے ہیں
بڑے ٹوٹے ہم کو چہ قابل میں رہتے ہیں
بہت امان ایسے میں کہ دیکھتے ہیں
کہ اب چھپ چھپ کے ناوک سینہ بسا لیتے ہیں
کہ یہ بیدار سینہ نیکاب گل میں رہتے ہیں
وہ ہیں گردا میں جو ان گل میں رہتے ہیں
میں اونکے دلیں ستا ہوں میری لیلین
بکر ایسے ہی وہ پردہ محفل میں رہتے ہیں
ہمیں دیکھو کہ ہم تنہا بہر محفل میں رہتے ہیں
عجبت وہ اندل اس سعی بجایاں میں رہتے ہیں

تمہارے تاپاؤ دارو وعدے تمہاری شے اغیار باتیں

مرے جنازے پہ کیوں وہ آئے کہ اولے طعنے مجھے سنا

کہا کیے جو زبان پر آیا سنا کیے سو گوار باتیں

فسانہ درود و غم سنا یا تو بولے وہ جھوٹ بولتا

سُنی ہوئی ہے بہت کہانی نہ ہم سے ایسی گہرائیں

مرا تو اس وقت جھوٹ سچ کا کیلے کہ ہے کون اسٹی

خدا کے آگے مرے تمہارے اگر ہوں روز شمار ہیں

ابھی سے ہے کچھ او داس قاصد ابھی ہے جو قاصد

سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر گنا کیا بقیہ اربابین

تمہاری تحریر میں ہے پہلو تمہاری تقریر میں و جا

پھنسنے نہ کس طرح دل بہارا جہان ہوں یہی اربابین

بری بلا ہے یہ واع چن تم سکو ہر گز نہ منہ لگانا

و گرنہ ڈھب پر لگا ہی لیگانین اگر اسکی چاہیں

عجالت کسی ہے اسے شکر سنائے جو تہ کو چار باتیں

بہلا کیا اعتبار تو نے ہزار ستہ میں ہزار باتیں

قیب کا ذکر وصل کی شب پرلو سپہ نگید ہے کہ سنیے

تمہیں تو ان استان ٹھہری بہین یہ میں ناگوار باتیں

انہیں نہ کیوں عذر درو سر ہو جب اس طرح کیا تیرا

غضب کیا عمر بھر کی اسے تمام کین ایک بار باتیں

جو کیفیت دیکھتی ہے زائد تو چلے تو دیکھ مسکد میں

بہک بہک کر فرے فری سنائینگے بادہ خوار باتیں

نگاہیں و شام سے رہی ہیں او ایں پیغام دے رہی ہیں

کبھی نہ بہو لینگے حشر تک ہم رہیں گی یہ یاد گار باتیں

ہل ہی جائیگا دل ہمارا کہ بھیر کی شب کو رحم کہا کر

تمہاری تصویر بدل او ٹھیک کی کیگی سب اختیار باتیں

ہمارے سر کی قسم کہا و قسم ہے ہم کو قیسین نہوگا

اسکی شہزادین بھی قیامت کم نہیں
 اندر وہ دور و دیار غم و رنج اپنی پاس
 و سیاہین ان بتوں کے جلا یا نہ تھکے
 ترکان نے تیری چاک کے شوق کو دل
 وہ لذتِ حصال سے لیتے ہیں جان و مال
 کیا ماجر اکھون ل اسید و ار کا
 یہ ماز یہ نگاہ چہل بل شیوخیان
 او سکا ثواب ٹٹنے والے ہیں تہمین
 ہوشام سے وصل غم کو تلاش ہجر
 وہ ایندولین خوشیوں سے بات کی اور
 خون جگر کی نگر وں کا نام عمر

دل تھسے بڑھکے ہر کسی صورت کم نہیں
 جو کچھ ہے وہ تمہاری عنایت ہو کم نہیں
 دوزخ بھی میرے واسطے جنت ہے کم نہیں
 و مست شہرہ بھی سچے جنت ہے کم نہیں
 یہ ہر بابیان بھی عداوت سے کم نہیں
 اک ارزو ہزار مصیبت سے کم نہیں
 تم اوس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہیں
 نظارہ سیکر یکا عبادت سے کم نہیں
 یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہیں
 شکر حفا و گرنہ شکایت سے کم نہیں
 جو رزق مل گیا مری قسمت سے کم نہیں

تو نے دیا فروغ تو ہے واع آفتاب

فرہ بھی ورنہ او کی حقیقت سے کم نہیں

نالہ بیاختہ فاصد کی بان سے نکلا
 اوسکے ماحون سے نبی نلت و خواری
 سخن شاہ و گرد اخیر سے خالی نستا
 میں گنہگار اگر عشق مجازی گناہ
 دعویٰ حرد و فداؤ کی زبان پر آیا
 کوئی خوبی نظر آتی نہیں تھیں ظلم
 وقت ملیند کا جو پوچھا تو کہا کہ سنگی
 چوٹ کہا نیسے چو دل ٹوٹ گیا ہو
 نہیں بلتا کسی مضمون میں بہار مضمون
 کیا سنا ہے ہو کہ تم قتل کرینگے تجھ کو
 شکوہ ہجر پر اوس شوخ و محبو کہا

کوئی رکنا ہے جسے تیر قضا کہتے ہیں
 غیر اپنی تو خبر ہیں مجھے کیا کہتے ہیں
 وہ دعا کرتے ہیں سب کو دیا کہتے ہیں
 میں خطا وار اگر اسکو خطا کہتے ہیں
 اور سینے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہیں
 اے فلک پیری صیب کیا کہتے ہیں
 غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں
 لوگ اسکو بھی تر اہم و فاکتے ہیں
 طرزا پنا ہے جدا سب جدا کہتے ہیں
 اسکو ہم مشرودہ اندوہ رہا کہتے ہیں
 جو رہے ہیں کہیں سب جدا کہتے ہیں



پہلے تو دل غ کی تشریف ہوا کرتی تھی
 اب خدا جانے وہ کیوں اسکو برا کہتے ہیں



مرے دل کی کیونکر ہو پائالی
 گلے شکوہ جو ہوئے بھی تھے کس نے
 نگہ کو جگر زلف کو دل ویا ہے
 رہی چپ نہ ہم بھی دم عرض طلب
 فرشتے بھی دیکھیں تو کامل خائیں گے

بہت سہیں ارمان آئے گئے ہیں
 ہم الزام دانستہ کمائے گئے ہیں
 یہ دونوں ٹھکانے رکائے گئے ہیں
 وہ اک اک کے سوسوسائے گئے ہیں
 بشر کو وہ جلوے دکمائے گئے ہیں



چلو حضرت راع کی سیر دیکھیں
 وہاں آج وہ بھی بلائے گئے ہیں



بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہیں
 ہم تصویب بھی جو بات ذرا کہتے ہیں
 کچھ تمہارے لب عجز نہ کہتے ہیں
 سب سے شیفہ ناز واد کہتے ہیں
 جو پہلے ہیں وہ بڑے کو بھی پہلا کہتے ہیں
 نرم احباب سے ناب وصال معشوق

ہم بھی دیکھیں تو اسوہ دیکھ کے کیا کہتے ہیں
 سب میں اوڑھ جاتی ہو ظالم سے کیا کہتے ہیں
 پر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
 تم تو کہتے ہی نہیں کچھ سے کیا کہتے ہیں
 نہ راستے ہیں اچھے نہ برا کہتے ہیں
 اب کسی شے میں نہیں جس کو فرات کہتے ہیں

و سے موافقت نہ واپس آفت
ہوگی فقط شریک عالم کی کسی
انسان کی مجال یہ طاقت شہر کی
و کی بری ہلی کو سمجھے پیام
واعظیہ کی کہد کہ پیدائی ہو
اسمین بھی کوئی بھید تم جانو میں
جب سنتے ہیں کہ آپ وہ چار گئے

لے لاگ میں کسی سے نہیں کہتی ساز
میت پر اپنی آپ پر نیکی نماز ہم
تم جانتے ہو جیسے اوٹھا تو میں نماز
کیا وصل میں کہ اسکے نہیں میں مجاہد
و شریعت میں آئین بر زمین پاکباز ہم
کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں دیکھ کر ہم
ولواتے ہیں قیون کی اپنی ساز ہم

وہ دن گئے کہ داغ تھی دہم بتوئی

پڑتے ہیں پانچ وقت کی ابونماز ہم

رولیف نوں

شب وصل بھی لب پہ گئے
خدا جانے ہم کسی پہلو میں ہو گئے
وہی راہ ملتی ہے چل پر کے ہو گئے

یہ نامے بہت سنہ لگائے گئے ہیں
عدم کو سب اپنے پرانے گئے ہیں
جہان خاک میں دل ملائے گئے ہیں

چاہ کا نام جب آتا ہے بگر جاتی ہو
 جب ہاں گھوٹیں سما کرے دہلیز
 شرم سے آنکھ ملائی نہیں دیکھا او کو
 درو مندوں سے کہیں ضبط ہوتا ہو
 یہ چلن کسے سکھائے یہ طریقے کسے
 لالہ و گل کو جو دیکھا تو کہا مجھوں نے
 غیر کی چاہ کا دم بہرتے ہو تم کیا جانے

وہ طریقہ تو تباہ و تمہین چاہیں کہو
 بند ہوں ناصح نافہم یہ راہیں کہو
 پار ہوئی ہیں کلیجے کے نگاہیں کہو
 چپکے چپکے ترسے بیمار گراہیں کہو
 آگئیں جو روح جاکے نہیں کہو
 سر پہ کانٹوں کے ہوں سرخ کلاہیں کہو
 نائے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کہو

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہیے گی
 جو برا چاہے ہمارا اسے چاہیں کہو

روایف سیم

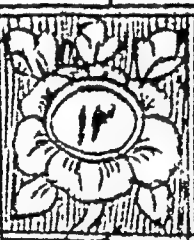
محشر میں بھی کسی کو ٹھانیگے ناز ہم
 چاہیں پویشا طے کیاں سے تخت و
 کیا کیا بہانے سوئے کرتے ہیں

ایسے نیاز مند ہیں اس نے نیاز ہم
 مانگیں سچ و خضر سے عمر دراز ہم
 تجھ سے زیادہ مجھ پر ہیں جلیہ ساز ہم

صورت ہوتی تھی فاداز زیا
 کہتے ہیں مری قہر یہ پھر بھی دین
 ان صید فگن دہلین کہتے ہیں ہر گاہ
 اوس تیغ نگہ سے وہ اوہوتی ہو
 دل ناوک شرکان تو جگر تیر گئے
 نقش قدم غیر کو اوس کو چہین کھیا
 اک چشمہ حیوان ہے لوک چشمہ کوثر

نکلی نہ دل عاشق دلیکیر سے ہا
 یہ مردہ کا کسی تدبیر سے باہر
 سو فار رہے سینہ بچیر سے باہر
 شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے ہا
 اس تیر سے باہر ہون او تیر سے ہا
 یہ پاؤں انوں جلقہ زنجیر سے باہر
 دو قطرے ہیں آب م شمشیر سے ہا

ولی سے تو کلکتہ میں بچے لکڑی



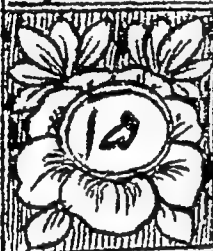
کیون کرہوں حصار فلک پر سے ہا

غیر بھی میری طرح کر دہیں آہین کو
 قہر ہے عہد جوانی کی سنگ ورتنگ
 نہ ولاسانہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
 زہر دیا کہی جہانک کے تم دیکھو لو

میں بھی دیکھوں تو ملتی ہیں گاہیں کر
 دل بھی مانے وہ قیون کو نچا ہیں کر
 وہی اوہن ت بدعو سے نہا ہیں کر
 ناتوان کر تے ہیں محال آہیں کر

و کہی نہوگی سیر کبھی اس شکار کی
ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام
محشر سے جائیں جلد میں ہر ایک کی
دنیا میں اور کوئی نہو تا گناہ گار

و کھو قریب پر سنگ و زبان کو چھو کر
نشر چھوٹے ہیں تو رگ جان کو چھو کر
حیرت زدہ ہم اوستہ حیران کو چھو کر
ہر چہتار ہا ہوں میں عرصہ بیان کو چھو کر



ہر چند رامپور میں گھبرار ہا ہے دُعا
کس طرح جائے کلب علی خان کو چھو کر



جو بل ہے تری زلف نگاہ گیر سے ہمار
حسرت و دل حیران سو نہ نگلی ہو نگلی
تم گھر سے تو نکل کوئی آیا ہے مسافر
حیران ہیں خود اپنی ادا و لیسے جہان
دربان کے جھگڑے نے بڑا کام کھلا
وہ پردہ جو مضمون آوینے لکھا ہے
آکے ہو تو اب دُعا غم دیکھتے جاؤ

وہ بیخ نہیں ہے مری تقدیر سے ہمار
نکمت نہو فی کس غنیہ تصویر سے ہمار
تم بات تو کر کو کسی رگہیر سے ہمار
آئینہ سے وہ گہر میں ہیں تصویر سے ہمار
گہرا کہ وہ سچا اسی تدبیر سے ہمار
ہو کا تب اعمال کی تحریر سے ہمار
اتنا ہے جگر نالہ شکیبہ سے ہمار

مائے ویر تے دل سیر سامانیہ مل
نور کسکا ہے سرے ولین کہ گہر کے ساتھ
پاس پہنے کی محبت بھی تو ہو جاتی
تجکو معلوم بھی ہے رات کو در پیر

تیرے اران بھی کھینچا لی ہیں مہمان
رگہوں برقی تجلی سی نمایان ہو کر
کیوں کہیں جایا ہاں شب بھر ان
مائے کرتا ہو کوئی روزِ غزلخواں

دراغ تو کیسے سے جاتا ہو جو تنہا نیکو
شرم آتی نہیں کہ بخت مسلمان ہو کر

دل نکلے کس طرح تری پیکانکو چھو کر
دستِ جنونِ خا اور کرین چادرِ علاج
اک پل کی زندگی بھی غنیمت سے ڈر
اہلِ عدم سے کہد و شرو سے دور
آیا ہوں تیرے دام میں صیادِ باغ
قاتلِ خدا کیوئے اکن خم اور بھی
چہ بجا او گے کہ ہنسکے چہ بجا

جاتا ہو گہر سے کوئی بھی تھماں کو چھو کر
سیرِ بیتا ہوں جیب و گریبان کو چھو کر
ملتے ہیں شک خاک میں گمان کو چھو کر
تنہا نجاؤ گناہ شب بھر ان کو چھو کر
اپنی مراد پر گل وریحان کو چھو کر
ملو اور پھر سنبھال نکدان کو چھو کر
چہری پر اپنی زلف پریشان کو چھو کر

بجنہ گریسے مریم ہو تو کیا کام بچے
 خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
 مصلحت سے نکلیا جو تو کیا ہوتا ہے
 نامے رہ جائے مین رکے کے مری سننے
 یہ بہر دست جنوں کا یہ سلیقہ دکھو
 کس خرابی مین مین آزار محبت کے
 غیر کی خاک سے کو چھین بیشک ہوگی
 دیکھنے والے ہی سوسپ گنا دیئے مین
 اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کر دے
 کیوں نہ وزیر فلک طالع شہن کو
 ضعف سے خوش ہوں کہ یہ ہاتھ کھاتا
 انش اکث سے یہ ڈر ہے کہ گئے پریر
 تیری حسرت مجھے لائی ہو تیری محفل مین

غیر کے ہاتھ پڑے میرا گریبان ہو کر
 جان پھیل گیا کوئی پریشان ہو کر
 آدمی تو یہ کرے دل سے پشیمان ہو کر
 تیرے بیچا ہے تراصل کا دربان ہو کر
 وہ بھیاں اوڑنی مین اسکی گریبان ہو کر
 یہ بگڑتا ہے مرض قابل دربان ہو کر
 اشک سے برہن مری آنکھ سے پریشان ہو کر
 کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنهان ہو کر
 یہ ہیکامہ سے سینہ پہ گریبان ہو کر
 بخت چمکا ہی چراغ نہ واماں ہو کر
 او گلیاں چھو گئیں جلیں تیری گان ہو کر
 تیری تلوار نہ رہا گئے گریبان ہو کر
 مین نہ نکلوا گا کبھی غیر کا ران ہو کر

خراش سنیہ سنیہ سیت وشت گل کھلا
کوئی معشوق سے ایسی برسی بھی کرے
تمہارے آگے خذہ گل کا نقشہ
عتاب آئے وہ چہر کی اوپر کوہوں قائل

بگاڑا حبیب نے حبیب نے آستین
کہ تیرا نام چھپا ہوا دل میں نگین
کہ جس وقت کوئی بد شکل اثر ہو
مے دل پر چہری پہرتی تری چہرین

یہ سنتے ہی رہا اک شور برپا ان کی غل میں
گئے تھے رات کو کیا داغ دیوانی تہیں

۲۵

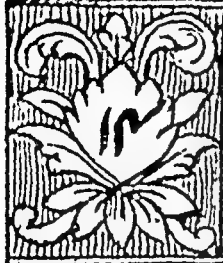
۳۸

شکے عشق میں گہر سیکڑوں برائے
کیون نہ جانیو اس چھڑیہ قہر میں
جب کہیں جاتے ہو آہو پشیمان ہو کر
اوسکو حشر سز ہی دشمن ایمان ہو کر
ہم تو اس داغ کے قائل ہیں جو چمکے شہر
دور سے ہونے لگا سکے زیادہ لطف
سانس بتیاب قدم تیز پریشان نظر

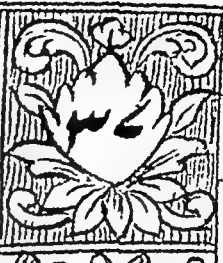
پہر گئی آنکھ تری گردش و ران ہو کر
دل میں جھپٹی ہے تمنائری منہ کان ہو کر
تکو جانا نہیں آتا ابھی جہان ہو کر
کوئی دن دیکھ لو امی داغ مسلمان ہو کر
دکے پر میں چراغ تہ و اماں ہو کر
اوٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہو کر
آئے ہو کیا طرف گو غریبان ہو کر

یوں میر دل میں گھر پوچھتی تھیں

ہو جاؤ جیسے قلعے میں فوج غنیمت



اے داغ اونسے جو روح جفا کا گلا



تیرے کئے سے ہو گئی نہ رسم قدیم بند



روایت رائے حملہ



جواب وصل نکلا آپکے منہ سے نہیں بنکر
 مگر رہو کھنا تھا تو یوں ہی چرخ کھینچتا
 جو کرتے پیر می محبت کی ہم کیا ہو سوتا
 رہو عشق سے واقف ہیں وہ یہ سچ کہتا
 خیال نازکی سے کوئی نالہ کر نہیں سکتا
 یہاں ہم بھینبوں کو جو حصے میں نہیں آتی
 شراب عشق کی سنے عجب تاثیر کوئی
 کہ درستی بری ہی محبت پاک کی ہے
 نہیں ہوتا اثر فحلت سے تک انہیں

شکایت بھی یہاں کی تولد آفرین
 کہ در دلیں بہتی اس کے کوچہ کی شہر
 مگر وہ دلیں بیٹھا لیلیٰ محل نشین
 وہی اناہی چٹ چٹا گی ہو بہم بن
 ہزاروں آفتوں سے بچکے تم نازنین
 اسی گلی کی کیا خوب یہ قسمت نہیں
 بگر مگر کہیں دیتی ہے کیفیت کہیں
 یہی وہ عطر ہے جو روح طہر ہے زمین
 رہی ہے آہ سینے میں گناہ شریکین

بزم احباب میں اسوع کبھی نہیں

دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان

رولیف وال ہسلہ

تیری گلی سے گویا صبا یا نسیم بند

گواہ کے گھر سے ہو گئے میری نیند

ہو گا دم اخیر بھی لب پر مرالم

بخشنے گئے تو ہشرین ہم سیرتیں

جو خود نکھاس کے وہ املا کیس کو کیا

قابل کی طرز نیم تبسم اور امی ہے

ایسی مانی ہیں چمن بہت ترنیاں

رکھتے کوئی کرتی ہیں شرکان درخت

چہرے سے کوئی رشتہ کو نظر آئے

ہم پریشانی کے کھتے ہیں گلزار

ہو گی نہ بوسے کا کل غنیمتیں بند

رکھتا نہیں ہے کام کسی کا کریم بند

ہو گی زبان پر کہ الف لام میم بند

آخر کو ہو گئے وحید نعیم بند

رہتا ہے رات و دن در گنج لکیم بند

لب نیم واہین زخم جگر کے تو نیم بند

رو کیسے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند

باند ہے سے بھی نہ کو کبھی ست کریم بند

دروازہ گھر کا نیم ہے وا اور نیم بند

کوئی کہے تو کو زمین دریا حکیم بند

قتل کے پوز یا شکر جفائے مجکو
 غیر کیواسطے سب طرز ستم ہو گئے
 ہو گیا روز کے صدر مومن کا پیچھے
 کاش و چار ہزار و نین تو ہوں کا عشق
 سر و مٹھا تا نہیں تو شرم جفا سے ظالم
 تم کہ بیدار کرو اور نہ شرمناؤ ذرا
 حسرتیں و زنی و ملین بہری حافی میں
 سوچئے و ملین تو ہے عشق نہایت
 وعدہ کرتے ہی لپٹ جاؤ ہم سے جس
 و لے کسطح بہلاؤں تجوی پرہیز
 رنگ می گاترا دست حسائی کا فر
 حسرتیں کے تو چلی روح عدم کو لیکن
 نہونی بات میں احضرت عطا تائیر

کام آتے ہیں بے وقت میں بوسا
 کچھ وہ کیجئے یہ آپ کو نسیان بہت
 نکلے ٹوٹے ہوئے قاتل تیرے سیکان
 ہیں کہیں عین بھی دیکھے نہ مسلمان
 یا کئی میں کسی کجبت نے حسان بہت
 ہم کہ نا کردہ گنہ او پشیمان بہت
 تھوڑے تھوڑے بھی ہو جائیں
 نہ سمجھئے تو یہی کام ہے آسان بہت
 دل عمالین کس خوشی کی تو ہوا کسان بہت
 بیچو و دیں بھی تو رہا ہی ترا تھیاں بہت
 ایک دن لائینگے اس بل تھہرہ ایمان بہت
 اس مسافر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت
 یہ مسلم کہ پڑا اپنے قرآن بہت

دیکھو نور اسی شرم سے سب کہ مٹا دیا
بعد فنا بھی اور مکر کیا اوستے
میں کیا کہ اوستے غم کو روکا ہی بار بار
کیا لطف دوستی کہ نہیں لطف دشمنی
اس میں نصیب کیا ان عیش جاویدان
فائدہ کی خاک لائی ہو کر ہو گستاخ
یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائیں گے
لو اور سینے شکوہ وصل قیاب پر
لایا ہر محکو نجات سنا بزم غمش میں

وہ آنکھوں کا گاہ وہ چہ چون کہاں ہوا
میرا غبار میرے لیے آسمان ہوا
چلتا ہوا قریب سے بھی پاس بان ہوا
دشمن کو بھی جو دیکھے پورا کہاں ہوا
غم بھی اگر ملے تو وہی امتحان ہوا
ہر پرزہ پرزہ مارے کارگر خزان ہوا
میں خوب جانتا ہوں امتحان ہوا
وہ ضحاک کہتے ہیں صفت کہاں ہوا
مجھ سے ڈرو کہ دوست مرا آسمان ہوا

تکو یقین نہیں تو نہ واسکا کیا علاج

کیونکہ اس سے بہت بگیاں ہوا

روایت تائے فوقانی

دل سلامت تو خست بہت رہا

عالم میں کہ میری نہ انسان بہت

اور کے پہونچی ہے جو تہہ تک خمر جام شراب
کوئی تھیر کا نہیں ہے جگر جام شراب
سرخ آنکھوں میں کہاں ہے اثر جام شراب
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

یہ بھی اسے محسوس لائے کھا ہوا شراب
خون و نیل گامسے پیاسے یہ ایسا قی
نرم شمن میں رہا آپ کو صوفی بنکر
مے گل رنگ بنا ہیرین خونابہ دل

نہیں معلوم کہ اسے دماغ غیب سے تو کس دین میں
نہ تلاش بت مہوش نہ سر جام شراب

تجھسا اگر نہیں ہے تو مجھسا کہاں ہے
تم دو گھڑی کو مرس و روزبان ہوا
اؤنکی زبان سمیری وفا کا بیان ہے
گنجائش اپنی آپکے ولی کہاں ہے
تیرا مکان ہے اب سخی کا مکان ہے
گھبرا کے وہ کھیتے ہیں آذان ہے
یہ بھی دل خنیف کو بار گراں ہے

یسرے ہی مسمومہ و وفا کا نشان ہے اب
اک لک گھڑی ہے وعدہ کی اک لک گھڑی
کیا گیا ہوں بکھیرا تو اسے چارہ گر مجھ
آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب
اس حال کو پہنچ گئیں دلی خرابی
باقی ہے آدمی ات مگر اسکا کیا جواب
سینے سے میرے سوت استلی اوٹھا

وہ اپنا دستِ خدائی بھی کھتے دیتے ہیں
 اسی سے پریشانِ اعمال ہو گئی ہے
 فلکِ شمس و قمر میں یہ لالہ و گل
 کہا یہ برقِ تجلی سے طور نے جل کر
 ہر ایک نارسیہ زلف و گیسو کا کل
 کہیں نہیں تری درگاہ کے سوا باز

علاج کون کر دے دیکھ چھا لوں گا
 جواب سبھل نہیں تھا مرے سوا
 اگر جواب کہاں ہے تمہارے گا لوں گا
 ہمارا کیا ہے یہ جہنمِ خوش حال لوں گا
 تمہارے بال میں کہیں ہے یہ کالوں گا
 فلک و نکاح کا ناخراب حالوں گا

وہ پہول والوں کا میلہ سیرِ راوی و راح

وہ روزِ بھر نے پہ چمکتی پری حالوں گا

روایتِ پاسے موجدہ

بزم سے آخرِ شب ہے سفرِ جاہِ بزم
 مست و شرار کو شہرِ سبھج گیا
 کثرتِ مجمعِ اغیار سے محروم رہا
 محتسبِ یگانہ جوابِ نپوتم کا تو کیا

شامِ غربت ہوئی سہاٹی سفرِ جاہِ بزم
 نہ تھی دستِ سبوتے کمرِ جاہِ بزم
 نہوا بزم میں مجھ تک گزرا جاہِ بزم
 کل جو کوثر پہ ہوا داوگر جاہِ بزم

دل ویران کو جب دیکھا تو بے
 کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے
 پڑا تھا مائے کس بخت کے ہاتھ
 کلیجا تہام لوگے جب سنو گے
 گریزگی طور پر اک اور حبلی
 گئے وہ جانب گور غریبان
 مرے ماتم میں وہ آئین تو کہنا
 کسی کا دم نکلتا ہے کیسے
 تجلی روزن دل سے عیان ہے

یہ ہے اوچڑا ہوا مسکن کسی کا
 ہمیشہ کب رہا جو بن کسی کا
 کہ ہے نکلا ہوا دامن کسی کا
 نہ سنوائے خدائیدوں کسی کا
 چمکتا ہے رخ روشن کسی کا
 برابر ہو گیا مدفن کسی کا
 کوزن غم آپ کے دشمن کسی کا
 کسی پر حال ہے روشن کسی کا
 جہر کے سے ہوا روشن کسی کا

وہ پروں دیکھتے ہیں داغ کے داغ

کیلی سیر ہے گلشن کسی کا

خدا بہلا کر سے آزار دینے والو نکا
 عجیب حال مگر گون ہی اُپا لو نکا

گیا ہے عرشِ معلیٰ پہ شوناز لو نکا
 او نہیں جو بخت قیامت ہی قیامت

غیر پر لطف و کرم ہونے لگا
کوئی تجھ پر بغیرِ رض و ترانہ نہیں
آپ وہ اپنے نگہبانِ شکستے
دوسرا کوئی نہ تجھ سے بے سبک
جب شربِ گمنامین پانی ملا
دوسرا پورا پورا قاتل کا ہاتھ
نامہ برسنے لے کیسے سارے پیار
کوئی دن کی اب ہو اکہاں نہیں

مہربانی کا سزا جاتا رہا
جانفشانی کا سزا جاتا رہا
پاسبانی کا سزا جاتا رہا
نقشِ ثانی کا سزا جاتا رہا
اُس پرانی کا سزا جاتا رہا
سخت جانی کا سزا جاتا رہا
منہ زبانی کا سزا جاتا رہا
دلے پانی کا سزا جاتا رہا

داعِ غم ہی دم سے تھا لطفِ سخن

خوش بیانی کا سزا جاتا رہا

ہمارے ہاتھ میں دامنِ کسید کا
ٹٹا کر آئے ہو دفنِ کسید کا
کسید کا دوست ہے دشمنِ کسید کا

وہ جانا پھیر کر چتونِ کسید کا
خبر آلودہ میں پائے خدائی
زمانے کے چلن سے ہمیں کوئی

مجھے کوئین بلائے گالیان میں
 کہو نگا حشر میں کیوں میں کروں
 خدا ہے حشر کے دن وہ پکارے
 قیامت ہے سُنے وہ سر جھکا

مگر وہ نام لین ہر بار میرا
 فراویجائے گا انکار میرا
 کہاں ہے طالب ویدار میرا
 خدا کے سامنے اظہار میرا

مجھے تم جانتے ہو دل غم ہوں میں
 کہیں جاتا ہے خالی وار میرا

۱۶

زندگانی کا مسزاجا تار
 بیگمانی کا مسزاجا تار
 بہر کہانی کا مسزاجا تار
 لن ترانی کا مسزاجا تار
 اس نشانی کا مسزاجا تار
 سر و پانی کا مسزاجا تار
 ناتوانی کا مسزاجا تار

جب جوانی کا مسزاجا تار
 وہ قسم کھائے ہیں اب ہر بات
 داستان عشق جیسے غلط
 خواب میں تیری تجلی دیکھ لی
 سنگمی اب داغِ فرقت کی حل
 چمٹ سکے برسات میں کیونکر تیرا
 درونے اوٹھ کر اوٹھایا نرم سے

حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے
 نا امیدی تیرے صد تو فوجی راج ہے
 بے اثر ہو تو بھی طوفان ہو میں دیا تو ہو
 باز و زدن کی آہ کہ اوپر کی گنج ہے
 اس کے گنگا لائیگا ابھی مضمون خم
 در دل خشو کا غصہ نہیں ای چارہ گر
 صبح تیرا نین اور غم کیں دو اور حال

یہ سنبھالنے سے نہ سنبھالے گا اگر تیرا
 کم ہو گیا کیل ران ایک شمن کم ہوا
 حسرت اور آنسو پہ ہے قطرہ شبنم
 تھوڑی تھوڑی لطف سے بھی دل کم
 نامہ رکھتا ہے اک کل لفظ پیر تم ہوا
 یہ نہ بڑھ کر کم ہو جب کم ہو تو کم ہوا
 آئینے سے کہتے ہیں یہ کیا مرا عالم ہوا

داغ پیرا اس آفت جان پر بھی ہم راہ
 پہلے توڑا رنج پایا بھلے توڑا غم ہوا

دوجب تم یہ ہے بیمار میرا
 بستہ دل باعث آزار میرا
 نہ تو بھی ناخدا ہو

تو کیونکر دور ہو آزار میرا
 یہ ہے غمخوار میرا میرا
 نہ آئے نام بھی ز نہار میرا
 وہ کرتے دگر کیوں بیکار میرا

چار حقیقہ نہیں دھلتے ہوئے دسویں جاگیر کا

۱۰

۲۵

رکے جو کام تو بیداروں میں نہیں چلتا
ہمارے سینے میں پھر نفس نہیں چلتا
دکھائیں کہ چہ قاتل میں جان بشار و نکو
بہت ہمارے پھر کہنے سے تنگ ہو
گزر گئی ہیں جو دن پھر نہ آئیں گے ہرگز
مریض غم سے چلے پیش کیا طبیعت کی
وہ شہسوار بے پناہ و مہین جیران
وہ بدگمان ہو وہ ہے نازنین صبا
کبھی دہر تو کبھی ہر او دہر وہ شہسوار

پر اے بس میں ہر کچھ اپنا بس نہیں چلتا
جب اسے کوئی یا کچھ کے بس نہیں چلتا
ہماری ساتھ کبھی بولہوس نہیں چلتا
کہ چاروں سے زیادہ نفس نہیں چلتا
کہ ایک چال فلک ہر برس نہیں چلتا
بغیر حکم الہی نفس نہیں چلتا
کہ میری خاک ہو آگے نہیں چلتا
کہ اپنے ہاتھ میں لیکر نفس نہیں چلتا
یہ بانگین ہو کہ سید ہاوس نہیں چلتا

مے جو داغ تو کیسا بنائیں ٹھیک ہے

۹

۲۸

میرا کوئی سے کچھ اوکا بس نہیں چلتا

ایک شکوہ میں بیان وصل کا رہا ہوا
کیا ہنسی میں رنج پھیلا کر خوش ہو گیا

چین آئے آستے تکیہ ترے سر کا بکر
 غیر آریا ہے عبادت کو اگر آئے دو
 آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو
 نامہ برویدہ بیدار ہمارا لیجا
 کیون نگہبان ہے آپ پر گدل کے
 حشر تکلیف نہ جائیگی جو تم چاہو
 کہ کیا ساقیہ سرشار یہ چلتے چلتے
 یہ ہے حاشیہ کہ ہفتونکو ولایتی ہے
 فیصلہ آن کے لیتے ہیں جو کچھ ہو جا
 روز جیتیں ہیں صفین نامہ بزرگی کیا
 خواہی لون نقل کہ فاصلہ کی اور تصور
 وصل کے باب میں کی عرض تو ہنسکو

کاٹ ڈالو گا مرا تھ جو سو جائیگا
 وہ بھی کعبخت مہربان کو رو جائیگا
 تم جسے دوست بنا لو گے وہ ہو جائیگا
 یہ تو جائیگا جو توراہ میں سو جائیگا
 مفت کا مال ہے کہو جاؤ جو کہو جائیگا
 کہہ گا کہ رہی میں ابھی فیصلہ ہو جائیگا
 آپ جو رنگ میں ڈوبیگا وہ ہو جائیگا
 جو ہنسنا ہے مجھے آئیگا وہ ہو جائیگا
 نشہ ہی ولسے خوشی رنج تو ہو جائیگا
 نہیں جتنا وہ مکر ذہن میں ہو جائیگا
 یہ بھی گم ہو گا مرا نامہ بھی کہو جائیگا
 کیون مگر جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو

مشتاق سے کھل جاتے ہیں محبوب کے انار
 حیرت ترسے کہتے والی کی بہ شکل
 کیا تھوڑے شہرین سے چھاپیں نہیں
 دیکھا نہ اسے دیکھ کے ہواں گویا
 کہہ دے ارنی گوتے کوئی جا کے طور
 عاشق کو یوہی کہتے ہیں دیکھنے والے
 وہ آنکھ دیکھائیں یہ تمنا نہیں ہو
 آنکھ اپنی لڑی رہتی ہو فصل میں ہر گز

جب طالع دیدار کو دیکھا او سے دیکھا
 جس شخص سے دیدار کو دیکھا او سے دیکھا
 ظالم تری رفتار کو دیکھا او سے دیکھا
 ناصح بت عیار کو دیکھا او سے دیکھا
 گر شعلہ رخسار کو دیکھا او سے دیکھا
 ہر مرتبہ تلوار کو دیکھا او سے دیکھا
 جیسے کسی بہار کو دیکھا او سے دیکھا
 بتیاب جو دو چار کو دیکھا او سے دیکھا

اویس غازی شیخ کے مضمون بہرین

جسے مرے شعار کو دیکھا او سے دیکھا

دیکھ لیا یہ مزار حشر میں جو جائیگا
 کیا مرے قتل کا یوں پردہ نہو جائیگا
 لیکے دل لوگے تو دو بہرے ہو جائیگا

آپ جو حکم کریں گے وہی ہو جائیگا
 بیٹھ کر اہل غزائیں کوئی رو جائیگا
 تم ذرا اوس بھی یہ پوچھو تو ہو جائیگا

ہو یا جو حسینو نکاحی قوت نہایت
 وہ کاش مرے قتل کو آئے مگر آئے
 فرماؤ کو اتنی نہ کہی سنیہ خراشی
 معلوم تھا یوں ہی باتوں میں
 کیا حضرت زہرا ہی بنی پیران آج
 گمبہ کے نکلتا نہ تراناوک دل روز
 آنکھوں میں تو پتی ہیں وہ کاجل ہر جہ
 دشمن کی ہمت نے نہیں پیار دلایا
 پیغام بروں شوخ کو لایا مجھے لعل

ورنہ نہ کمال نہ سر شام نکلتا
 ارمان تو اسے گردن یام نکلتا
 گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا
 آقا زین کیا عشق کا انجام نکلتا
 سینما نہ سے باہر حسین اک جام نکلتا
 پہلو میں اگر گوشہ آرام نکلتا
 آنکھوں سے نہ کیوں جھنجھ نہ دام نکلتا
 ایکاش مرے دستے بھی الزام نکلتا
 خالی تری باتوں میں نہیں کام نکلتا

اے واع سنائے غزل و شوخ کو ہم بھی

گر شعر کوئی سابل انعام نکلتا

ہر چشم خریار کو دیکھا او دیکھا
 خورشید پر انوار کو دیکھا او دیکھا

ہر شک اغیار کو دیکھا او دیکھا
 تصویر رخ یار کو دیکھا او دیکھا

ولے بھی باتیں نہیں کرنا کبھی میں اسلئے
 استیغ سے پوچھ لے بہتے ہوئے اسومے
 اونکے گھر سے جب بگر کر میں چلا تو یہ کیا
 حسن تیرا عشق میرا ہے بلائے رورگار
 دلکو دے میں کیا تھا غور طرزِ ستم
 چپ ہوں میں جن شمعوں یہ اپنی اچھی کمی
 سخت جانی تیرے تیرے دل کو دلائی گئی
 دیکھ لینا آرزوے وصل میں میرا وصل

وہ سکرید گمان یہ ازوان ہو جائیگا
 ماتھے تیرا جب پہلے قاتل وان ہو جائیگا
 آپکے جانیسے کیا سونا مکان ہو جائیگا
 اوقت آجائگی یہ چرچا جہان ہو جائیگا
 کیا خبر تھی وہ کیا ایک مہر ان ہو جائیگا
 ہو سکیگا حال دل جتنا بیان ہو جائیگا
 لہر بسو فار چشم خونفشان ہو جائیگا
 بیٹھے بیٹھے یونہی اک دن ناگہان ہو جائیگا

واع کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ تیرے عشق میں

مائے ایسا شخص یوں بے خانمان ہو جائیگا

ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا
 تو اسے دل ناکام بڑا کام نکلتا
 تعریف میں بھی پہلو دشنام نکلتا

ارمان بھرے دلکانہ یوں نام نکلتا
 مگر سلسلہ نامہ و پیغام نکلتا
 وہ چپ ہی رہے ورنہ مژدہ و فاپا

دل مبتلائے لذت آزاری رہا
 ہر دم یہ شوق تھا اوسے تو ان کے
 احسان عفو جرم سے وہ شرمسار
 ہوتی ہیں ہر طرح سے مری پاسدار
 دن بچھوون سے مال دیا کچھ نہ سکے
 زاہد کی تو یہ تو یہ ہی گنہ گنہ پر
 ویکہیں ہزار رشک مسیحا کی صفتیں
 صدیقہ میں تھنے چھوڑے ہیں بہت سیر
 لذت و فائز سے نہ کیسی جفا ہیں سے
 جلوہ کے بعد دل کی خوش ضرورتی

مرنا فراق یار میں دشواری رہا
 میں مہمل میں بھی جان سے بیزاری رہا
 بخشا گیا میں تو بھی گنہ گار رہا
 دشمن کے پاس بھی وہ مرا پار رہا
 ہر چند اوف کو وصل کا اقرار رہا
 سو تو تلیں اوڑا کے بھی ہشیار رہا
 اچھا رہا جو عشق کا بیمار رہا
 میں بھی رہا ہوا کہ گرفتار رہا
 ولداری رہا نہ دل آزاری رہا
 وہ کیا رہا جو عاشق دیدار رہا

کہتے ہیں جلکے غیر محبت سے دماغ کی

معتشوق اسکے پاس وفا دار رہا

جو یہاں پہلو ہے وہ کہن مانا کیجا

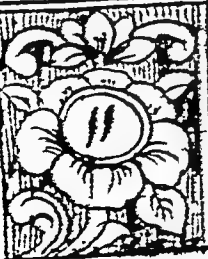
حشر میں بھی مبتلا ہو چہاں ہو چکا

ہوا ہے خون کے چھینٹوں سے پیریں گلزار
 پیارے خطا میں وہ مضمون سرگراں تھا
 تمہارے جھوٹے بے اعتبار سے کیا
 اوس کے راہ گزین لگائے سوچ کر
 گلہ قریب کا سنکر جھکی رہیں آنکھیں
 ترس ہے تھے شرابی کہ انگلیاں اٹھیں
 کسی نے پاؤں خنائی جو ناز سے رکھا
 رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
 پنہوڑا اگر اون کے قدم وہ کیوں جاتے
 وہ فتنہ فتنہ ہے وہ شہر حسرت ہی بار
 تم اپنے ہاتھ سے دو پھول غیر چن کر

ترے شہید کا لاشہ بہار سے اٹھا
 کہ ایک حرف نہ اوس گلزار سے اٹھا
 کہ جیسے ایک سے اٹھا ہزار سے اٹھا
 جو گرد و باد ہمارے غبار سے اٹھا
 حجاب کب نگہ شرمسار سے اٹھا
 وہ ابو حرمیت پروردگار سے اٹھا
 بھرک کے شعلہ ہمارے فرار سے اٹھا
 میں اپنے ہاتھ کو مٹا فرار سے اٹھا
 مگر نہ ہاتھ دل بقبرار سے اٹھا
 جو بزم یار سے جو کوئے یار سے اٹھا
 یہ داغ کب الٰہیہ وار سے اٹھا

عدد کی بزم میں دیکھو تو داغ کے تیور

ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اٹھا



میرے ہی دم کی زندہ ہی آزار
محبوب کرنے جرمِ فغان پر کہ لطف کیا
پیدا کر کوئی کیا حسرتِ ستم
بدتر ہے سوت سے بھی نیا وہ زندگی
ہی تیرے جس حسن میں تاثیر نہر کی
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں پس گسلے
جس سے کیا ہی اپنے اقرار جی گیا

میں مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا
شتم گناہ سے جو گنہگار مر گیا
جب اپنی سوت کوئی الٹا کر گیا
وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا
جسکی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا
جانے کوئی کہ طالبِ یار مر گیا
جس نے سنا ہے آپسے انکار مر گیا

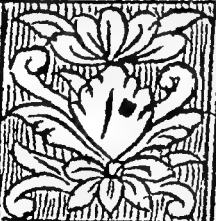
کتنی کیسی سے واغ نے فسون جان دی
پڑھ کر ترے فراق کے اشعار مر گیا

جگر کو تھام کے میں نرم یار اٹھا
ہمارے دل نے وہ تنہا اٹھا لیا ظالم
ہوئے پہر کہیں روشن شیک تو دیکھو
شبِ فراقِ اجل کی بہت مانگی

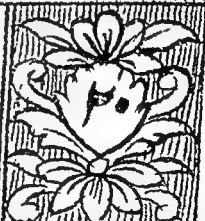
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اٹھا
تراستم چونکہ اک روز گار سے اٹھا
کوئی چراغ جو میرے قرار سے اٹھا
جگر میں در و بڑے انتظار سے اٹھا

خوب ضوالت و رفرو و سچ بہا گری ہو
 کاتب اعمال سے محشر میں ہو گی گفتگو
 کوئی دامگیر تھا کوئی گریبان گرتا
 پوری اترے یہ قیامت نہایت چمکوا
 بار عسیان کس قدر ہوا فتنی جزو جعیف
 اتسوں کا قافلہ چلنے لگانا کیستے
 اوسکی جیون پہرے ہی محفل میں نہاں
 منزل مقصود یک پہنچو ٹر بی کل سہم
 واکو قسمت اٹھ ایگاہ لائیگا جوا

جب بت کافر کو یوں لمین چھکا لچلا
 اسیلے میں آپ پنا حال لکھ کر لچلا
 اوسکو اپنے ساتھ حب میں ورنہ محشر لچلا
 ایک نوامین ترے قد کے برابر لچلا
 یہ گرا دیگا جواتنا بوجھ سر لچلا
 یہ جس آواز پر اپنی لگا کر لچلا
 مضطرب کو مضطرب مضطرب کو مضطرب لچلا
 ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لچلا
 لچلا خط بھی تو صیدی کا کبوتر لچلا



چسپین یہ بین شہر ایسی لہر بہر
 واع کلمتہ سے لا کھون داغ دلیر لچلا



وہ ہاتھ ملے کہتے ہیں کیا یار کیا
 اک اک پٹھر پٹھر کے گرفتار کیا

کسے کہنا کہ داغ وفادار مر گیا
 وام بلا عشق کی کشمکش ہی

رو کنا دل کو کہ شوق زلف و لب لہچلا
 او سکی محفل کھنکھیا کیا دلو کو نیکی لہچلا
 نالہ چنکر دلی باتیں دل سے باہر لہچلا
 بات نہ کر مشکین خیال زلف و لب لہچلا
 چل دی او شعبہ گرین بھی کستار ما
 ابر حیرت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
 وہ سد ہار اپنے گھر مجبور ہی کشمکش
 رشک دشمن نے مجھے آنکھیں بکھائی دے
 دلی باتیں دلی جانے پیو دی شوق میں
 پہر بلا یا پہر کہا کچھ پھر و رخصت کیا
 کیا ہو اس سخت جان پر کوئی قاتل کو لا
 سیکڑوں جہر شہادت میں مرواغ گنا
 آدمی کی کیا ہر طاقت چوہو کا سا شے

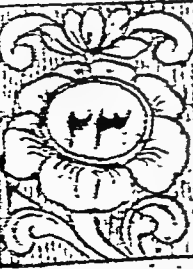
تہا منا مجھ کو کہ یہ سو دام راستہ لہچلا
 ہار کر اکبار چوڑا چھوڑ کر لہچلا
 یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لہچلا
 سانپ کے منہ میں مرا مجھ کو مقرر لہچلا
 اسکو لینا وہ کوئی دلو چر کر لہچلا
 سوئی و تلخ میں جیا پناہ میں تن لہچلا
 ضبط نئے کھینچا او ہرل اسکو و لب لہچلا
 شوق نظارہ جو سوکرو زن و لب لہچلا
 کس طرح لایا خدا جانے کیونکر لہچلا
 نامہ جیب جسے تو نکامیرے دفتر لہچلا
 چھانٹ کر دس بیس میں جو ایک خنجر لہچلا
 میں عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لہچلا
 ٹھوکرین کھا کر گرجب مجھ کو تہہ لہچلا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
 جانتا ہوں کہ مری جان ہی تو
 پاؤں پر اونکے گراہیں تو کہا
 تیری آنکھیں تو بہت چھٹی
 کیوں مرے قتل سے نکار یہ کیا
 بسراوڑائے ہیں وہ تلواروں سے
 ہاتھ آتی ہے متاع الفت
 خوبیان کل تو بیان ہوتی تھیں
 لے لیے ہیں پست کر بوسے
 وحشتِ دل کے سوا الفت میں
 ضعفِ شخصیت نہیں دیتا فوس

تجھ پر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا
 اور میں جان سے بیزار یہ کیا
 دیکھ شیار خسروا رہ یہ کیا
 سب انھیں کہتے ہیں جاوید کیا
 اس قدر ہے تمہیں دشوار یہ کیا
 کوئی کھتا نہیں سرکار یہ کیا
 ہاتھ ملتے ہیں خسروا رہ یہ کیا
 آج ہے شکوہ اغیار یہ کیا
 وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا
 اور میں سیکڑوں آزار یہ کیا
 سامنے ہے درو لدا رہ یہ کیا

باتیں سنیں تو پڑک جائے گا

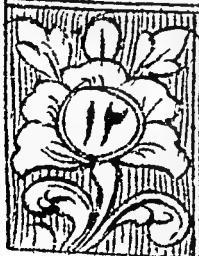
کرم میں واع کے شمار یہ کیا



تم غیر کی تعریف کرو و ہر خدا ہے
 کیا جذب محبت ہو کہ جیسے سیر
 مٹا نہیں ہو دل گم گشتہ ہارا
 چون جے تقدیر کی گردش نہ دکھا
 کیا داؤلی اوس سے پریشان ہو کی
 سینے اوسے دیکھا مرنے اوسے دیکھا
 تمکو مرے مرنے کی جیسے مر تیرے مٹنا
 لو اور سنو کہتے ہیں وہ دیکھ کے جھکو
 تم منہ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہزارہ
 کیا عیش سے مست ہوئی وہ جھن باز
 کہتی ہے مری قبر یہ رو رو کہ محبت

معشوق کو یوں بندہ حسان ہو
 سفاک تر سے تیرے پر بیان ہو
 تو نے تو کہیں نے غم جانان نہیں
 تو نے بھی وہ ای گردش و ران نہیں
 جس نے کبھی خواب پریشان نہیں
 تو نے اوسے ای دیدہ حیران نہیں
 اچھوٹ کو بری بات کا ارمان نہیں
 جو حال سنا تھا وہ پریشان نہیں
 آنکھیں تو کیہ تھی میں کہ مان نہیں
 ہمنے تو وہاں شمع کو گراں نہیں
 یوں خاک میں ملے ہوے ارمان نہیں

کیون پوچتے ہو کون ہی یہ کیسی شہرت
 کیا مٹے کہی داغ کا ویران نہیں دیکھا

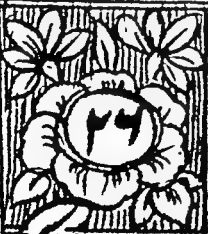


کیا ہے عذابِ شبِ ہجران نہیں دیکھا
 کیا تو نے مراحلِ پریشان نہیں دیکھا
 جب تھہر اوجھل میں شبنم کی کسب کا
 ہم جیسے ہیں ایسا کوئی انا نہیں پایا
 راحت کے طلبگار نہ ہر روز نظر آئے
 نظروں میں نہ پایا ہوا سامان نہیں جاتا
 اوسن کی محبت میں قیامت کا مارا
 کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہے ترا دل
 کیا ذوق ہے کیا شوق ہو تیرے کون
 محشر میں وہ نام ہو خدایہ نہ دکھائے
 جو دیکھتے ہیں دیکھنے والے تر تو ہزار
 ہر چند ترے ظلم کی کچھ حدیں ظالم
 گوئے کی لٹ ہے مگر پھر یہ کہو نکلا

نکو نہ یقین ہے تو مان مان نہیں دیکھا
 اس طرح سے دیکھا کہ میر جاں نہیں دیکھا
 پہر سمنے گریبان کو گریبان نہیں دیکھا
 تم جلیسے ہو ایسا کوئی ناوان نہیں دیکھا
 محشر میں کوئی جو رکھا خواہان نہیں دیکھا
 یلی نے کبھی قس کے سران نہیں دیکھا
 کافر کو بھی دوزخ میں لپٹا نہیں دیکھا
 دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہیں دیکھا
 پھر بھی یہ کہوں جلوہ جانا نہیں دیکھا
 آنکھوں نے کبھی اسکو لپٹا نہیں دیکھا
 تو نے وہ تماشایہ میاں نہیں دیکھا
 پرہے کسی شخص کو نالان نہیں دیکھا
 کچھ تھنے مراحلِ پریشان نہیں دیکھا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان
 یا کرتے ہو غیث کے شہنشاہ
 دل لگاؤٹنے کر دیا سہل
 جسکو ڈھونڈنا ملنا نہ کعبہ میں
 جان بچتے نظر نہیں آتی
 تھک گئے ہاتھ لگتے لگتے خط
 جاچکین خلد میں کہ وہ چین
 وصل دیکھا اگر وصال ہوا
 میری میت پہ کیوں نہ برکوز
 مجھکو بتیا اب دیکھ کر بولے

میرے حاضر جواب نے مارا
 ہائے اس انتخاب نے مارا
 اور پھر اجتناب نے مارا
 ایسے خالی ثواب نے مارا
 اب نگاہ عتاب نے مارا
 اس سوال و جواب نے مارا
 طول روز حساب نے مارا
 مجھکو تعبیر خواب نے مارا
 غیثت آفتاب نے مارا
 آپ کے اضطراب نے مارا



دیکھ کر جلوہ خش ہوئے موتے

واعظ چمکے حجاب نے مارا

ادب کو کب اللہ کا صانع نہیں دیکھا

بہی ران نہیں دیکھا

شکر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
 ہم پڑھے لکھے ہیں کلہریت کا درس ہے
 ایفلک ہجیر میں گھنگھوڑا چھائی
 فوج کے بعد مجھے لطفِ خاشں پہناتا
 مرضِ عشقِ طلیسوں نے بہت اچھا با
 کون رت سے ہر عادت مجھے تنہائی کی
 شکر کرتا ہوں ملی نعمتِ غم کھائی
 ہو گئی بارگراں بندہ نوازی تیری
 نے تلاشی لیے رشتانہ کبھی دستِ جوئی

بخشش تیا جہ پوینین جرم تو احسان ہوتا
 تو سہو و کچھ اسی نہیں کوئی مسلمان ہوتا
 دامن پر بھی میری گریبان ہوتا
 کاش خنجر میں ترے تیر کا سپکاں ہوتا
 آخر کاریہ آزار ہی دوران ہوتا
 پاس فر دوس کے سفسان سیان ہوتا
 آج فاقا ہی مجھے اے شبِ بھون ہوتا
 تو کرا اگر احسان تو احسان ہوتا
 گرمی جیسے اند بھی گریبان ہوتا

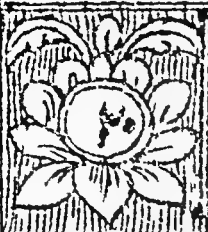
دماغ کو مٹنے محبت میں بہت سمجھایا

وہ کھامان نہ لیتا اگر انسان ہوتا

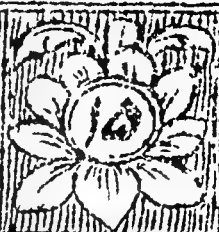
اسی خانہِ خراب نے مارا
 زکس نیم خواب نے مارا

دلِ خراب نے مارا
 میری آنکھوں سے ہے عیان لہر گ

کستار یون حاتم ثانی چنان شد
کیا جانے میفرشتی کو خضر کیا



بخشنا گیا جو دل غ سیه کار و کجنا



جنت کی سیکی آگ لگا دی جلا دیا

کیا ہی پھیکا روخو سچ نکران ہوتا
میرے وڑاں سیه گر آپکا وربان ہوتا
سینہ بان میں کبھی ہوتا کبھی مہمان ہوتا
بچ میرا ترے چہرے سے نمایاں ہوتا
ایک عین کفر اگر ایک عین ایمان ہوتا
اس سے بہتر تو ہی تھا کہ پریشان ہوتا
لطف جب تھا کہ یہ مجموعہ پیران ہوتا
مجھ کو ارمان جو نہ ہوتا تھے ارمان ہوتا
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا
میر فرشتے کو حیرت تھا کہ انسان ہوتا

کچھ جو قاتل کا قلم کاشان ہوتا
سوت کا جھکونہ کھٹکا شب جبران ہوتا
گر صری ماتھے تری بزم کا سامان ہوتا
عشق تا شیر جو کرائو نہ پنہان ہوتا
دین دنیا کے مری جیسے کہ دول ہوتا
دل کو آسودہ جو دیکھا تو انھیں ادا ہوتا
خلد میں بند ہو عیش کے سامان ہوتا
سے پیاز می جو ہو ہی سیری تنہا ہوتا
ہشاش کہ کھیل نہیں ابد ال مطلب
کیا پڑا ہوا ہے نہ لیں انسان کی قدر

جو کچھ ہوا بتو دل بجے ای ہونا
 آخر کو جوش گریہ نے اتنا کیا اثر
 احسان اتنا ہوں تمہارے غیر کا
 وہ نامراد شریف اسیری ہوں
 اپنی تو زنجی ہے تغافل کی وجہ سے
 تھوڑی سی پکے تلخے میہ کا گدار
 وہ ناز سے زمین پر کھتے تھے قدم
 کام آگیا ہجوم قیدیوں کا زوم میں
 تعریف جو راہ پر لاش ہو گئی تھی
 یوں ہو گئی نجات یہ تدبیر پر ہی
 کوئی بھی طول روز جزا سے غرض تھی
 یاروں کا میرا ساتھ ہوا نہ رہا
 انسان بننے تو نہ گئے وہ یہ جو

تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا
 نقش مراد صفحہ دل سے مٹا دیا
 بگڑ ہوا مزاج تمہیں را بنا دیا
 صیاد نے بھی مجھ کو چمن سے اڑا دیا
 وہ جانتے ہیں خاک میں بہنے لگا دیا
 جب منہ کو الگ گئی تو نہایت لڑا دیا
 تعریف کر کے اور بھی رہنے اڑا دیا
 اوس فتنہ گر کی آنکھ سے مجھ کو چسپا دیا
 میری زبان نے مجھے جو ما بنا دیا
 صبح کو مجھے غیر کے پیچھے لگا دیا
 میری شب فراق کی صدف بڑا دیا
 رویا کیا بہت مجھے جسے نہ بنا دیا
 کیا جانتے تھے میرے مجھے کیا بتایا

ملتا ہو تخت دل مجھے سر کا عشق سے
 صرف بنائی بتکدہ ایسی شیخ کچھ نہ پوچھ
 ملے ہیں تیرے چہرے والہیں تیری
 مضمونِ قریب کا اسکو کیا کرو
 دنیا میں اک یہی ہر زیارت گاہ جو
 لب خشک ہو رہے ہیں دستِ سیر
 تیرے فراقِ داعِ تمنا و رشکِ غیر
 پسکانِ یارِ سینے سے کیونکر نکال دو
 ہاشمِ منکینِ قیامت نہ مانتی

اچھی جگہ نصیب نہ ٹکڑا گا دیا
 اکثر اک سیٹ کے لیے مسجد کو دیا
 جو تجھ پہ ٹپکیا مجھے اوسنے مٹا دیا
 گو میں خط قریب کے خطا میں ملا دیا
 خانہ خرابیوں نے مرا گھر بنا دیا
 لو سچ کہو کہ قولِ قیہون کو کیا دیا
 دل ہو جگر ہو کہا تے ہیں ایک دیا
 یہ ہے خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا
 تمکو بنا کے اوسکا منونہ دکھا دیا

سمجھیں گے جو بے منت نا آشنا دے

گر ایک بار اور نہ ملے ملا دیا

سینے پہ چہرہ کے اوسے خم چلا دیا
 یوں سمیٹے اک مانیکو شوق بنا دیا

آنکارِ سیکشی نے مجھے کیا نرا دیا
 سیراک کو مستعار دل مٹا دیا

بچاتے ہیں ناوان کیسے پسے تسکین
 میں دسے بھی ہشیار جگر سے بھی خیر
 رکھوں تری سپکا کو کیجے لگا کر
 مرے ہی سپہاؤ تو کیوں دے کے تر
 وہی ہیں تجھے اہل ہوس نقد دل لیا
 یہ ادلی اوٹے مجھے کاوشن دل کی

رکھتے ہیں مان ماتھ جہان دل نہیں ہوتا
 جب تک کہ لگا تاہوں تو غافل نہیں ہوتا
 اپنا کبھی ہوتا ہر کبھی دل نہیں ہوتا
 کیا خاک میں بلجانی کو سال نہیں ہوتا
 جو تیرے علاموں کے بھی قابل نہیں ہوتا
 جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہیں ہوتا

اوداع کلفت میں ہوں کہہ رہیں آتی
 وہ چھینتے ہیں مجھ سے جدا دل نہیں ہوتا

جس نے ہمارے دکھانوتہ دکھا دیا
 عشق کو اگر دل بے رعا دیا
 نے مانگے و عشق و غم جان گزادیا
 ناوک ابھی ہوش مست میں صبا کی گز
 رکھتے ہیں ایسے چاند کو تو غیر بھی عزیز

اوس آئینہ کو خاک میں اوسنے ڈال دیا
 پوچھے کوئی خدا سے کہ عاشق کو کیا
 سب کچھ ہمارے پاس ہے ہر شے کا
 اوتی ہیں انگلیاں ہر نشانہ اوتی
 یوسف کو بہا یوں گزرتا ہے گزادیا

انکار سا خواب میں بھی وصل سے اوسکو
 ایسا تو نہو حشر میں تکرار کی ٹھہرے
 جس آئینہ کو دیکھ لیا قہر سے اوسنے
 کیا عشق سے نفرت ہو کہ وہ پوچھ کر
 غمزدہ بھی سفاک نکاح میں بھی خونریز
 انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو
 چلنے کا رہ دست میں سامان نہیں بننا
 جسدِ پے گلگشت نکلتی ہیں گھر گھر
 کیا ناک میں دم ہے دل مشوار طلب
 اب دل سے کھٹکتا ہوا لگا رہنا
 منزل پہ جو پہنچے تو ملے قیس کو لیا
 محل کھیلے دین آپ جہاں جا رہے
 میں اور شب تیرہ صحرانے خطرناک

معشوق کسی حال میں غافل نہیں ہوتا
 تو اپنی خطا پر کبھی قائل نہیں ہوتا
 اوس آئینہ سے کوئی مقابل نہیں ہوتا
 کوئی بھی وہی ہے جہاں لہ نہیں ہوتا
 تلوار کے بانڈی سے تو قائل نہیں ہوتا
 بیوجہ کسی سے کوئی سائل نہیں ہوتا
 پہنچن تو ٹھکانا سر منزل نہیں ہوتا
 رکھتے ہی نہیں پاؤں جہاں ل نہیں ہوتا
 وہ کام بگڑتا ہے جو شکل نہیں ہوتا
 کھٹکے کی جگہ کوئی بھی سائل نہیں ہوتا
 ناقے سے جد کیا کبھی محل نہیں ہوتا
 یہ شرم یہ پردہ بہر محفل نہیں ہوتا
 رہبر کا پتا سیکڑوں منزل نہیں ہوتا

گذاروی شنبہ عددہائی توجہ پر
 کہیں بھی آہ نامی کہیں تھی آہ نامی
 لگا وین میں تجلی کی یہ تو اسے سہو
 اٹھی شکستہ معینیت کی آبرو کھنا
 خدائے بخشید یہ حشر بزرگ عاشق
 ترے نصیب کا بدلہ مان بھی نہیں
 بنے ہو نرم میں ساقی تو یہ خیال ہے
 شہید ناز بھی شوق مزاج بھی ہر

ہرے بلا نیکو اب آدمی ضرور آیا
 کہیں ملا کہیں میں کاروائی ہو
 کہ سر نہ بنے جو آنکھوں میں کوہ طوڑ آیا
 یہ سبکی میں بروقت پر ضرور آیا
 خیال یار میں کوئی نہ بقصدور آیا
 جواب گیا وہ قیامت کے دن ضرور آیا
 کسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا
 اسی لیے ملک الموت بنے جو آیا

وہیں سے واع سیہ سخت کو غلطی

جہان سے حضرت موسیٰ کا تھہ نور آیا

چنے کو وہ شے ہیں اگر دل نہیں ہوتا
 کہ سخت کلیجہ بھی تو شامل نہیں ہوتا
 ہر روزی آنکھ نہ بدل نہیں ہوتا

کیا لطف تم یوں نہیں حاصل ہوتا
 دکان کوئی جامی دم پہل نہیں ہوتا
 کچھ تازہ نر اشوق کا حاصل نہیں ہوتا

زبان پہ اونکے جو ہو لیسنے نام حور آیا
 تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا
 کہان کہان دل شتاق دیدنے کیا
 تری گلی کی زمین اور سقد رمال
 جہان میں لاکھ حسین تو انکو شکستہ
 عدد کو دیکھ کے آنکھوں میں اپنی خاں ترا
 تری گلی میں ہی گشت شل نفس
 قسم بھی وہ کبھی قرآن کی نہیں کھاتے
 پیامبر تری باتو نہیں ہم کب تک نہیں
 کہا جب سے تیغ کون آتا ہی
 پیامبر سے شہد عدہ وہ بگر بیٹھ
 کیسے جرم کیا ملگئی سزا جھمکو
 جو خم کو جوش تو ساغر کو آگیا چکر

اوٹھا کے آئے دیکھا دین غور آیا
 رقیب نے بھی اگر تلی مجھے سرور آیا
 وہ چمکی برق نگلی وہ کوہ طور آیا
 مگر بیان کوئی بیجا بے ناصبور آیا
 قیامت آگئی جس وقت نام حور آیا
 وہ سمجھے باوہ گھر نگار سرور آیا
 کہ چٹنی دوڑ گیا دایس اتنی دور آیا
 یہ رشک ہی نہیں کہیں سین کر حور آیا
 وہاں ضرور گیا اور تو ضرور آیا
 پکارا اوٹھا دل مشتاق و ناصبور آیا
 بنی بنائی ہوئی کام میں مقرر آیا
 کسی سے شکوہ ہوا مجھ پہ نہ ضرور آیا
 مرے ہی دکو نہ او میں بزم میں سرور آیا

ذرا ڈال دو اپنی زلفوں کا سایا
 ہمیشہ اسے پہننے ملتے ہی دیکھا
 تمہیں اس سے کیا بحث کیوں چاہتے
 مری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں
 ستم ہی کیے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر
 بچے جان کس طرح تیری اداس
 مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے
 وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی آہیں
 سنا کرتے ہیں چہر کر گالیاں ہم

مقدربت نارسا ہے کسی کا
 مگر دل بھی رنگ وفا ہے کسی کا
 کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسی کا
 برا حال پہننے سنا ہے کسی کا
 ہمیں حوصلہ دیکھنا ہے کسی کا
 قضا پر کہیں بس چلا ہے کسی کا
 نہیں مانتے آہیں کیا ہے کسی کا
 یہ سچ ہے تو بس فیصلہ ہے کسی کا
 وگرنہ کوئی سر پہرا ہے کسی کا

بظاہر بخانے بخانے بخانے
 تھے دماغ دل جانتا ہے کسی کا

بڑی دماغ بڑے ناز سے غور آیا
 مرے جنازے کے ہمراہ دور دور آیا

بتوں نے ہوش سنبھالا جہان شمع بویا
 اوسے حیا ادھر آئی ادھر غور آیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہو تجھے
 جاؤ بھی کیا کرو گے تھر و وفا
 زخمِ دل میں نہیں ہر قطرہ خون
 اوہر آئینہ ہے اوہر دل ہے
 اوسنے صبحِ شب وصال مجھے
 اونکو خلوتِ سرا میں بے پردہ
 تمکو ہے وصلِ غیر سے انکار

حالِ دل بھی سنا کے دیکھ لیا
 بار بار آڑنا کے دیکھ لیا
 خوب سنے دکھا کے دیکھ لیا
 جسکو چاہا اوٹھا کے دیکھ لیا
 جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا
 صاف میدانِ پا کے دیکھ لیا
 اور جو سنے آ کے دیکھ لیا

و غنائے خوب عاشقی کا مزا
 جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسیدکا
 دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
 اوہر کلیجے سے تمکو لگا لون
 کسکی تلمش میں خوشی ہے کسکی
 وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسیدکا
 کہ پورہ ہو جو مدعا ہے کسیدکا
 تجھی پر تو دل آگیا ہے کسیدکا
 کسکی خلش میں مزا ہے کسیدکا

مرن شمن کا زیادہ متھے ہر محب کو مل
 ہو سکے مطلب گامی کیا پشیمان طبع
 اچھی صورت کی ہا کرتی تھی اکثر کا چہرہ
 دیکھو دیکھو مجھ پہ برساتے رہو تیر نگاہ
 کس قدر او کو فراق غیر کا فوس ہے
 مرض انگیر دنیا مال دنیا کے ثبات
 اب کئی دن سے وہ دم واہ بھی ہو تو

دشمنی کا لطف شکوون کا فرجا تار
 ذہن میں آتے ہی حرف عجا جاتا
 رہ گئیں نگہ بین مگر وہ دیکھنا جاتا
 صید جہدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا
 ہاتھ ملتے ملتے سب تک جانا تار
 جس قدر حاصل کیا اوس سے سوا جاتا
 ورنہ برسوں نامہ بر اتار جاتا تار

۹ واع کچھ ہم جھکاؤں بھینچ لیا

غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا
 اوس کے گھر واع جا کے دیکھ لیا
 کتنی فرحت فرما تھی بوئے وفا
 کبھی غش میں رہا شب وعدہ
 جنس دل ہے یہ وہ نہیں ہوا

۱۳ ہو گیا گم ہو گیا جاتا تار

جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
 دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا
 اوسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا
 کبھی گردن اوٹھا کے دیکھ لیا
 ہر حکم سے منگا کے دیکھ لیا

ہم وقت میں پہنچے ہیں استے گیلان
 غیر کے غم میں نہ خائیں تھے میں نے چوچا
 تم سلامت ہو تو بہر روز تیار ہوئی
 مجھ کو یہ شک کرنا اور فنا ہو اتنا
 حار و شارد کو نہ کیا یہ باتا کیل
 اتو قیامت تھے کیا اگر وہ کڑا
 آتے ہیں لایا نیو کی بی جان لی

آپ ال لیے کہے جانیے کیسا
 جی نہ کیا تو کہا میرا کیا کیا
 ہم بھی دیکھیں گے تاشے پر تاشا
 ان کو یہ ناز کیا رہنے یہ وعدہ کیا
 جان پر کیلئے والوں کا ناشا کیا
 بس مہر مری آنکھوں میں تاشا
 انکیا ہے یہ تین اپنا پر کیا کیا

غیر کا ذکر و فنا اور ہمارے آگے
 واع اس بات سے جلتا ہے کلیجا

۱۲

تو اپنے ہاتھ سے جب لایا تار
 جس توقع پر تھی اپنی زندگی ہٹ گئی
 میں نے دیکھا ان کی زلفوں کو تو نہ لڑا
 تو جی بیٹے ہو میں جی

دل کی بھی پرو نہیں جاتا راجا تار
 جو بہر و سا تھا ہمیں وہ آکر جاتا
 آپکا دل کھل پر اکم ہو گیا جاتا
 وہ ہونڈ بنے والی ہے چوچے کو کیا جاتا

ایک ہی رنگ ہی سب سے تماشاکلیسا
 روئی ہم یاس میں اس رنگ کار کلیسا
 عرصہ خشہ میں اضاوت ہمارا کلیسا
 بخشدے اوں بت سفاک کو اور حشر
 وہ ہونڈے پہرے ہو بازار میں کہا ہم شکر
 وہ ہی جنت ہی جو حشر میں کہیں نہ ملے
 نیند آئی ہے بڑی رات گئے آئے
 ڈوبتے ہیں عرق شرم میں غیرت کو
 نامہ بر تو نے بھی دیکھا اور اسے سچ کہنا
 خوبیاں لاکھ سی ہیں تو بن ظاہر ہیں
 تیری قربان کوئی دم ہی تکرار رہے
 دیکھتے ہو طرف سنگ آتے جاتے
 قیصر و فرماؤ کے قصے تو سناتے ہو

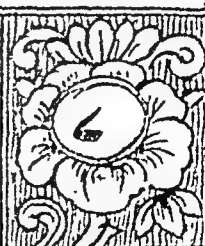
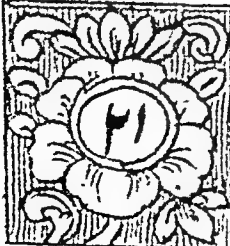
کوئی کلیسا ہی کوئی چلنے والا کلیسا
 پانی ہو سو کے بھاخون ٹٹا کلیسا
 دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا ہے تماشاکلیسا
 غوغائی ٹھہرنے نہ تھا خون کا دعویٰ کلیسا
 مفت ہاتھ آئے تو فرماؤ وہ سٹووا کلیسا
 لوگ صحرارے لیے پر تے ہیں صحرا کلیسا
 سرخ آنکھوں میں بہا لاشہ صہب کلیسا
 ڈوب مرنے ہی چاہے آگ و دیا کلیسا
 گات کیسی ہے یہیں کیسی ہے ہنر نقشا کلیسا
 لوگ کرتے ہیں بری بات کا چرچا کلیسا
 دل ہمارا ہی ہمارا ہی تمہارا کلیسا
 جھکودکھو کہ ہونا صاف فرسا کلیسا
 داد و اسکی کہہ مئے تمہیں چاہا کلیسا

مین نوید وصل سنکر مر گیا
 جلکے پھینکا تو نے کیوں اسی شعراء
 حسن شیر زن پر جو ہے لیلے کو مار
 کس طرح سے اس کے دل میں گھر کرنا
 تیرے کو چہ میں بیاہی حشر کیوں
 او کی صورت دیکھتے رہتی ہیں ہم
 اپنے دل پر ظلم جو کرتے ہیں ہم
 دل میں طاقت ہو تو سب کچھ ہو سکے
 کر لیا رنگ خانے دل اسیر
 باعث گریہ یہ چہ اسی ہم نشین
 فصل گل میں کیوں ہو بلبل غم سنج

نامبارک تھی مبارک کیا
 آگ تھا آئینہ فولا دیکھا
 قفس بھی ہو جائیگا فریاد کیا
 جب ساز میں قائم ہو بنیا دیکھا
 ہو گیا خالی غم آبا دیکھا
 دیکھئے کس وقت ہوا رشا دیکھا
 ہو سکیگی تجھے وہ بیدا دیکھا
 عرش تک جاتی نہیں فریاد کیا
 آپ کی شمع میں ہے صیا دیکھا
 کیا کہوں میں آگیا تھا یا دیکھا
 آپ اپنے منہ مبارک کیا دیکھا

واع شبکو ز صر کھا کر مر گیا

لوا لٹھو بیٹھے ہوئے ہوشا دیکھا



آسودگان خاک کی نکلھو کے ہیں نشان
 پائی مری سرانغ سے دشمن بے راہ دست
 کس طرح غیر اوسکے قدم پر قدم دہن
 میں خاکسار عشق ہوں گاہ راز عشق
 آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے
 مجھ نہ اتنا کی خاک کو پا بالیوں کے بعد
 تو تباہی مارا دین کس مست ناز کا
 رکھا قدم نہ بہو لکے بھی میری قبر پر
 یہ کون میری کوچہ سے چھپ کر کل گیا
 ملے ہیں خاکسار گلے خاکسار سے

تیری گلیمیں اور ہویوں جویش نقش پا
 ای بھودی مجھے نہ رہا ہوش نقش پا
 میرا نشان سجدہ ہے دوپوش نقش پا
 میری زبان سے حال سے گوش نقش پا
 میں نامراد والہ و مد ہوش نقش پا
 دوش صبا بلا جو چھٹا دوش نقش پا
 ہر غنچہ موتیا کا در گوش نقش پا
 ای کوچہ گرد وعدہ نہ ہوش نقش پا
 خالی نہیں ہر قنوت سے آغوش نقش پا
 ہوتا ہر نقش پا بھی ہم آغوش نقش پا

یہ دواع کی تو خاک نہیں کوئی یار میں
 اک تشنہ وصال ہے آغوش نقش پا

اوسکے ہتھ چڑھ گئی پیدا و کیا

چل رہا ہے خنجر فولاد کیا

افتادگان خاک کا رتبہ تو دیکھیے
لازم ہے یوں مسافر راہِ عدم چلے
لمجائیں آسمان وزمین کوئے غیرین
محشرین بھی وہ فتنے نہ کھینکے اہلِ حشر
تم شوخیوں سے پاؤں تو رکھو زمین پر

باوصفا ہے غاشیہ پرورشِ نقشِ پا
جیسے سبک و ان سبک و رشِ نقشِ پا
بنجائے ہر ستارہ و درگوشِ نقشِ پا
جو دیکھتے ہیں آپکے مدہوشِ نقشِ پا
اکل کھیلے ہیں اب لبِ خاموشِ نقشِ پا

روندی نہیں ہر اپنے کیا قبرِ داغ کی

پہولوں کی چادرون سے چہ چاہوشِ نقشِ پا

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوشِ نقشِ پا
کسکے خرام سے یہ وڑھو رشِ نقشِ پا
آسودگانِ خاک کی کوتاہ و سرگزشت
ہر خارِ حلاوت افتادگی غذا
متجائیکا مگر نہ کھلیگا یہ اسے صبا
کیون قدم جو غیر کے نقشِ قدم ہیں

گستاخیان کرے لبِ خاموشِ نقشِ پا
بلیٹی ہوئی ہر مجلسِ خاموشِ نقشِ پا
رکھتا نہیں زبان مگر گوشِ نقشِ پا
بی بیش کے نہیں ہے خور و نوشِ نقشِ پا
غنیہ کامنہ نہیں لبِ خاموشِ نقشِ پا
انگشت پا مڑے ہیں گوشِ نقشِ پا

مدعا یہ تھا کہ ہم دیکھیں سنتے

ورنہ کیوں نور نظر پیدا کیا

جیسے دیتا کسکو داعِ رُوسیاہ

پر خدا نے دیکھ کر پیدا کیا

۱۶

۲

تیرو قدم سے عرش بنے دویشِ نقشِ پا
بھڑکی اگر قدم سے وہ آغوشِ نقشِ پا
شور اوس خرامِ ناز کا محشر سے بڑھ گیا
پہرے میں بقیر اربت تیری راہ میں
کیا سز میں کو چہ قائل ہے فتنہ خیز
بچتے ہیں خاکسار سے سب اہل آبرو
ہم خاک بوسہ لین کہ تری رہگذار ہیں
افتادگی میں کوئی سہارا نہیں مجھے
اوس گنڈر کا جھم شفق نہ ذکر کر
وشت جنوں میں قیس کا پیر ہوا ہون

صلے کے لب خاموشِ نقشِ پا
پھولا ساسی کھپہ نہ تن و تویشِ نقشِ پا
کیا آگوشِ خلق پھوٹ گئی گوشِ نقشِ پا
کستا ہوا صفا یہی جویشِ نقشِ پا
اورنے لگے ہو اکی طرح ہوشِ نقشِ پا
دیکھا نہیں جناب کو سر ہوشِ نقشِ پا
ہتے چڑھا صبا کی ترن و تویشِ نقشِ پا
معراج ہو جو ہاتھ لگے ووشِ نقشِ پا
یاد آنجائے شکلِ فراموشِ نقشِ پا
کاشنوین کھینچتا ہے مجھے جویشِ نقشِ پا

واغ ہر روز قیامت مری شرم سیکرانتہ

مین کننا ہوں سے جو محبوب ہوا خوب ہوا

میب نکلا جو ہر سپید کیا

بسنے مضمون کمر سپید کیا

کوئے دیتا ہے مجھے دنیا نے

اہل حُبت کو بھی آیا اوس سے شک

اسے زبے سرمایہ رنجِ اہلم

آسمان تو آسمان ہی رہ گیا

واغ کھائے فرقت اغیار کے

شرم ہے پیدا کیے کی و سکے ہاتھ

عشق نے کیا کیا دکھائے شجہ

چنین لینے لگا کر دلیں درد

سے میں اہ کیا کرنا مرا

ہم نے کو یا جقتہ سپد کیا

اتنے ناپید اگر سپد کیا

جسکو میں نے وہ ہونڈہ کر سپد کیا

جس کسینے دل میں گھر سپد کیا

ہم نے جسکو عہد بہر سپد کیا

نام تو نے فتنہ گر سپد کیا

تے میرا سا جگر سپد کیا

جسے بھکوبے ہر سپد کیا

دل او سر کو یا وہ محر سپد کیا

عشق نے کم کم اثر سپد کیا

رہج او کو چھتر کر سپد کیا

ناکامی دوام بھی عیش جاودان
دنیا بھی اک نسبت ہے اللہ رکم
رتبے سے میرے قیصر و سحر کو تری کیا
مجلو کیونکر او کی غلامی سے فخر ہو

ایسا اسیر ہوں ہوس و حرص و آرزو کا
کن نعمتوں کو حکم دیا ہے جواز کا
میں ہوں غلام شاہ عراق و حجاز کا
محمود ایک بروہ ہے جسکے ایاں کا

کوین جسکے ناز سے پکارا ہے ہر داع
میں ہوں نیاز مند اوسے بے نیاز کا

تو جو اللہ کا محبوب ہو خوب ہوا
شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
اسے شہنشاہِ رسل فخر رسل ختم رسل
حشر میں بہت مہی کا مہکنا ہی تھا
حسنِ یوسف میں ترانہ ترایا تو خود
تھا سبھی پیش نظر معرکہ کریمہ بلا
فخر آدم کو نہ تو ما جو فرشتہ ہوا

یا نبیِ خوب ہو خوب ہو خوب ہوا
سخنِ طالبِ مظلوم ہو خوب ہوا
خوب ہو خوب خوش سلو ہو خوب ہوا
بخشوا ما بکے مرغوب ہو خوب ہوا
چارہ دیدہ لیتقوب ہو خوب ہوا
صبر میں ثانی الیوب ہو خوب ہوا
بنی آدم سے جو غسوب ہو خوب ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱
اللہ سے مرتبہ مری عجز و نیاز کا
وی جبکہ دواغ عشق کہ احسان مان بون
کما کہا کے رشک تیری شہیدان عشق
بگرتی ہوئی بھی تیغ حقیقت کی ختم
گو مہ لیب ہی حکم ترا اسکا کیا علاج
عالم تمام چشم حقیقت نگر بنا
یو نہ ہن کو چاہ میں تو سچا کو چرخ پر
ہر خند راہ کعبہ و تہ خانہ ایک ہے
جل جل کے تیری عشق میں گہلیا میں خوا

۱۲
گو یا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا
اس درو جان فزاؤ غم و لنواز کا
غم کما نبجائے خضر کو عمر و راز کا
ہنس ہنس کے منہ چڑھاتے ہیں عشق مجاہد کا
دل بولتا ہی خود بخود آگاہ راز کا
منہ دیکھتا ہے آئینہ ساز کا
عالم دکھا دیا ہی نشیب و فراز کا
اسے راہ رو ہے کام بیان امتیاز کا
مانند شمع لطف ہے سوز و گداز کا

الآن من الشعر حكمة

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

أنتادان

تصنيف شاعر عجمي

مطبع في المطبع

الشمس الشريفة

الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي طالب خير أمة أخرجت للناس

افشاد

تصنيف شاعر عجايبان لولم الزم صاحب جع طبعه ليت

طبع اول محمدی رو طبع

